الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه

البيان

لفصاحة القرآن

هذا بيان للناس وهدى وموعظة للمتقين

قد طبع هذا الكتاب بعون الله الوهاب باهتمام محمد عبد الواحد غفر له الله الاواب

في المطبع الانتظامي في بلدة كانفور ١٣١٠

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

امّا بعد

کتاب سنین اسلام مؤلفۂ ڈاکٹر لیٹنر مین بضمن حالاتِ عرب لکھا ہی کہ شروع اسلام اور اس سے ۱۰۰ برس پہلے اُنمین ایک فخر اور بھی تھا یعنی فصاحت و بلاغت چنانچہ اسمین اُنھون نے اس قدر اقتدار بہم پونہچایا تھا کہ ایک فصیح صاحب تقریر جماعت کثیر کو صرف اپنے قدرت کلام سے جس ارادے سے چاہتا تھا روک لیتا تھا اور جدھر چاہتا جھونک دیتا تھا یہ کمال اس مرتبے پر پونہچا تھا کہ فصاحت قرآن کے لیے معجزہ ٹھہرے کلام کا اثر یہان تک بڑھ گیا تھا کہ اِنَّ مِنَ الۡبَیَانِ لَسِحۡرًا یہ جوہر انکا ذاتی تھا کہ اشرف خاندانون کے بچے لطف زبان مثل طوطی اور ہزار داستان کے ساتھ لیکر پیدا ہوتے تھے جب معرکۂ جنگ مین رجز[له] خوانی سے شجاعت کے جوش و خروش مین آجاتے تھے تو مخالفون کے جی چھوٹ جاتے تھے جب اپنے کُشتون کی لاش پر نوحہ کرتے تھے تو سُننے والون کے آنسو نکل پڑتے۔ گل و بلبل کی سی عبارت آرائی تو جانتے نتھے جنگل کے صحرائی اور پہاڑون کے شکاری تھے مگر زبان مین خدا نے وہ زور دیا تھا کہ جب اپنے ارادے پر کمر باندھکر قبیلے مین کھڑے ہوجاتے تو ہزارون کے دل اِدھر سے اُدھر کر دیتے باوجود اسکے تکلیف اور آورد بالکل نتھی جو تھا اصل بیان اور صاف زبان تھی ایسے صاحب کمال خطیب کہلاتے تھے اور جس قبیلے مین ایسا کوئی شخص ہوتا تھا اُسکے نام سے قبیلہ نامی گرامی ہوجاتا تھا جبل عرفات کے نیچے مکّے کے پاس عکاظ ایک مقام کا نام ہی وہان برسوین دن بازار لگتا تھا صد ہا

[له] اشعاری کہ عربان در معرکہا و جنگہا در مقام مفاخرت از مردانگی و شرافت قوم خود میخواندند "رجز"

گویس کے لوگ خرید و فروخت کی خبرین لاکر ہزارون کے لین دین کرتے تھے مگر حق پوچھو تو اصل فائدہ اس مین یہی تھا کہ ایک قبیلہ بلکہ ایک گھر کی ادنی برائی یا بھلائی اس مجمع مین کھل کر فوراً تمام عربستان مین پھیل جاتی تھی ہر ایک بات کے ڈھنگ بے تکلف اور سیدھے سادے تھے مگر نہایت پرتاثیر چنانچہ جسطرح یونان مین کسی زمانے مین کشتی گیر اور شہسوار دنگل مین زور آزمائیان اور اسپ تازیان کیا کرتے تھے یہان شعرا طبع آزمائیان کیا کرتے تھے تمام عرب کے بدوی لوگ اور ملک ملک کے مسافر جو آئے ہوئے ہوتے تھے بڑے ذوق و شوق سے جمع ہوکر ایک میدان مین بخوش اسلوب بیٹھ جاتے تھے انمین سے ایک شخص کہ اپنا نام یا کام یا مقام کچھ نہ بتلاتا تھا دفعتاً اٹھ کھڑا ہوتا تھا اور حفظ اپنے اشعار پڑھنے شروع کر دیتا تھا بنیاد ان اشعار کی بہادری جوش و خروش خونریزی فخر خاندانی رفاقت دوستانہ سخاوت مہمان نوازی نیکنامی دوامی فرحت مقام دریاؤن کی روانی جنگلون کی ویرانی کوہستان وحشتناک خوشنما جزیرے سرسبز جنگل اور ٹیلے حیوانات کی وحشت یا گھوڑون اور اونٹون کی تعریف یا عشق یا دل کی اداسی اور طبیعت کی پریشانی وغیرہ غرض اسی قسم کے مضامین پر یہ لوگ اشعار پڑھتے تھے اور فقط کلام کا اثر ان انجان لوگون سے اپنے مصنف کو ایسے بے لاگ صلے تحسین یا نفرین کے دلواتا تھا کہ تمام میلے مین ایک دھوم مچ جاتی تھی ڈلفی مین بھولو کمی اڑی سے عزت ملتی تھی یہان جو قصائد خلعت قبول پاتے تھے وہ ہرن یا بکری یا اونٹون کی جھلیون پر ابریشمی کپڑون پر سنہرے نقش و نگار ہو کر کعبے کے دروازون پر آویزان ہوتے تھے اور مذہبیہ یا معلقہ کہلاتے تھے یہ صاحب قصیدہ کے لیے بڑا فخر ہوتا تھا اور اسپر قبیلون سے مبارکبادی کے خطوط آتے تھے حق پوچھو تو وہ بازار عام رائے لینے کے لیے ایک جمہوری کونسل کا جلسہ تھا غرض کعبے کی برکت یا اس شاعری کے بہانے سے اس صحرای وحشیانہ مین اس معاملۂ اتفاقی نے عجیب عجیب کام کیے ہمت اور شجاعت عام پسند ہوگئی نسب دانی اور معلومات خاندانی سے بڑھکر لوگ تاریخ دان ہو گئے خاص پسند باتین عام پسند ہوگئین ان زبان آورون کا رعب و داب عزت و وقار سب پہ چھانے لگا وحشی صحرائی مل بیٹھنے سے انسانیت سیکھ گئے اور آپس کی کشاکشی بھی کم ہونے لگی پاکیزہ پاکیزہ الفاظ فصیح محاورے نمکین اصطلاحین اور قصیدہ طلب جوالے استعمال مین آنے لگے بے تکلف اور بے مبالغہ کلام مین گرمی اور زور تاثیر پیدا کرنے کا

شوق بوڑھے سے لیکر بچے تک عام ہوگیا اسی بازار کا سبب ہی کہ زبان عرب مین اکثر اشخاص اور اشیا
کے لیے وجہ تسمیہ ہین اور اُسی طرح ابتک مشہور ہین چھوٹی چھوٹی باتون کے قصے یہان تک کہ ایک بدوی
عورت نے جو لفظ اپنے اونٹ کو پانی پلانے مین کہا وہ بھی مشہور ہوکر گھر گھر زبان زد ہوگیا جسکو ابتک ہر شخص
جہان چاہتا ہی نظم و نثر مین کہاوت کی طرح بول جاتا ہی کہ یہ شہرت آج اخبارون مین اشتہار دینے سے بھی
نصیب نہین ہوتی انتہیٰ - اور جسٹس امیر علی صاحب اپنی کتاب اے کریٹکل اگزامنیشن آف دی لائف
اینڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین - جزیرہ نماے عرب کے باشندون کو فقط فن شعر اور فصاحت و بلاغت اور
علم نجوم کا شوق تھا عقدہ کے سالانہ جلسون مین شعراے عرب طبع آزمائی کی غرض سے مشاعرے کرتے
تھے اور قبائل عرب مین علی الخصوص اُن قبائل مین جو عرب مین سکونت پذیر تھے اور خانہ بدوش نہ تھے
طرز حکومت ایسا تھا کہ کسیقدر شخصی اور کسیقدر جمہوری تھا اور اُنکو اپنی آزادی اور خودسری پر ہمیشہ گھمنڈ
رہتا تھا اور اسیوجہ سے علم فصاحت و بلاغت مین اُنھون نے بڑی ترقی کی تھی الغرض ان وجوہ سے
عرب کی زبان مین ایک عجب حُسن و لطافت پیدا ہوگئی تھی شعر گوئی اُنکی جان اور روح تھی یہان تک
لڑائیون مین بھی وہ آتش مزاج صحرائی اپنی عورتون کی غزلخوانی کی برکت سے دشمن پر فتحیاب ہوتے تھے
اور اُس سے انتقام لیتے تھے انتہیٰ - اب جاننا چاہیے کہ انھین لوگون مین تیئیس ۲۳ برس تک قرآن شریف نازل
ہوتا رہا اور اُنکے ہر قبیلے و جلسے مین علی رُوس الاشہاد عمومًا لوگون کو بار بار سُنایا گیا بس صدہا قبیلے کے لوگ
تو فقط اسکی فصاحت و بلاغت ہی پر فریفتہ ہوکر مسلمان ہوگئے اور جو لوگ دولت اسلام سے مشرف
نہوے وہ بھی اسکو فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی سمجھتے رہے کسی نے کبھی اسکی عبارت و فصاحت پہ
کوئی اعتراض نکیا من ادعیٰ فعلیہ البیان ہان کسی نے اگر اعتراض کیا تو یہی کہ یہ دلون کو ایسا موہ
لیتا ہی جیسے جادو آدمی کو بے اختیار کردیتا ہے یا ولولون کے اُبھارنے اور شوق و منصوبون کے بڑھانے مین
یہ عمدہ اشعار و سادہ بھیز کا کام کرتا ہے غرض بموجب ؎ ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم + بھن فلول
من قراع الکتائب + کے اعتراض کیا تو یہی سب اعتراض کیا مگر کسی نے یہ کبھی نہ کہا کہ قرآن کا فلان لفظ
غیر فصیح ہی اور فلان جملہ قبیح یا فلان معقد اور فلان غیر منتقد وغیرہ وغیرہ چنانچہ اہل قرآن کے سوا موحسن

مخالفین نے بھی ان واقعات کو اپنی تواریخ و تصانیف مین متواتر نقل کیا ہی اور بڑے بڑے علماء مسیحین نے
بھی قرآن کی عبارت و فصاحت کو بیمثل تسلیم کر لیا ہی چنانچہ ڈیون پورٹ صاحب اپنی کتاب اپالوجی مین لکھتے
ہین باین غرض کہ اوصاف قرآن بخوبی ظاہر ہو جاوین یہ بات ناظرین کے ذہن نشین رہے کہ جس زمانے مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تھے فصاحت لسان اور صفائے بیان عرب مین بہت ترقی پر تھی اور
شعر و سخن کی بھی بڑی قدر تھی چنانچہ ایک مورخ اہل اسلام کہتا ہی کہ اعجاز قرآن صفائی بیان اور لطافت
عبارت اور تناسب فقرات مین ہی پس جو شخص اجنبی اسے تلاوت ہوتے سنتا ہی فوراً متنبہ ہو جاتا ہی کہ یہ عبارت
تمام عبارت عرب سے اشرف اور اولی ہی کوئی جملہ اسکا کسی عبارت مین نقل ہو اگرچہ وہ عبارت کیسی ہی لطیف
ہو مثل لعل درخشان کے ہی اور ایسا چمکتا ہی جیسے وہ جواہر جسکی جوت سے نظر خیرگی کرے اور اسکی عبارت ایسی
ہی کہ کوئی شخص ویسی تحریر نہین کر سکتا اور جب سے یہ کتاب مشہور ہوئی تمام علماء و فضلا اس مین متحیر اور متعجب رہے
واضح ہو کہ سب لوگ قرآن کو معجزہ دائمی قرار دیتے ہین اور اسی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت کے
اقوی دلائل گردانتے تھے اور افصح فصحای عرب سے جنھین شب و روز یہی دُھن رہتی تھی کہ کسطرح عبارت آرائی
مین کمال پیدا کیجیے علی رؤس الاشہاد دعوی کر کے فرماتے تھے کہ ایک ہی سورہ اسکے مثل کی لاؤ روایت ہی کہ
جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کو علانیہ لوگون پر ظاہر کیا تو جب تک ایک شخص ابن ربیعہ نامی باشندہ
مین کا فر تھا اور یہ شخص اُن سات شاعرون مین سے تھا جنکے قصائد مسمی بمعلقات تبرکاً و تیمناً کعبے مین معلق تھی
اور اُنھین سے ایک قصیدے کی ابتدا مین یہ شعر تھا ع الا کل شيء ما خلا الله باطل - و کل نعیم لا
محالة زائل + تھوڑے عرصے تک تو ایسا کوئی شاعر نہ نکلا کہ اس بیت کے مثل کوئی شعر کہتا لاکن آخر الامر وہ سورہ
قرآن جسے سورۂ براۃ کہتے ہین کسی دروازے پر کعبے کے معلق کی گئی پس جب ابن ربیعہ نے پہلی چند آیتین
اس سورہ کی دیکھین تو ایسا متحیر و متاثر ہوا کہ کہنے لگا کہ ایسی آیتین بے وحی آلہی کوئی شخص نہین کہہ سکتا اور فوراً
اسلام قبول کر لیا واضح ہو کہ عرب کو جو تلاوت قرآن سے تعجب اور تحیر پیدا ہوتا ہی تو اسکی یہ وجہ ہی کہ اس کتاب کی
عبارت ایسی عمدہ ہی کہ سحر کہنا چاہیے اور یہی سبب ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نثر شعر کی خوبیون
سے مزین کی ہی اسواسطے کہ آیات مین قافیہ بندی کی ہی اور اسطرح لکھی ہی کہ کہین سلسلۂ عبارت منقطع نہین ہوتا

اور اختلاف طرز تحریر سے لطف عبارت اور بھی زیادہ ہوگیا ہی چنانچہ بعض مقامات پر محاورہ سہل اور روزمرّہ
مین نہین لکھا ہی بلکہ عبارت مین رنگینی اور قافیہ بندی کی ہی جیسا کہ ایک مقام پر گویا جناب باری کی تصویر
کھینچی ہی کہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہی اور اپنے بندون پر قواعد و احکام نافذ فرما رہا ہی وہ آیات جنمین نعمات ابدی
بہشت کا ذکر ہی ایسی فصیح اور شیرین ہین کہ اُنکے سُننے سے دل بیچین ہوا جاتا ہی اور جنمین شعلہای آتش جہنم کا بیان
ہی اُنسے ایسی دہشت اور خوف معلوم ہوتا ہی کہ قلب ٹکڑے ہوا جاتا ہی اور یہی صاحب لکھتے ہین راقم کہتا ہی کہ
من حیث الفصاحۃ والبلاغۃ قرآن افضل اور اشرف کتب ممالک مشرقیہ ہی ازبسکہ باشندگان ممالک مذکورہ
کو قدیم الایام سے شعر سے ایک مذاق خاص ہی لہذا موافق اُنکی مذاق طبیعت کے اکثر قرآن مقفّیٰ لکھا گیا ہی اس بات کے
سب قائل ہین کہ یہ کتاب بکمال نفاست و لطافت عبارت محاورہ قبیلۂ قریش مین جو اعلیٰ اور اشرف قبائل عرب
تھا لکھی گئی ہی لیکن بعض مقامات پر اور قبیلے کے محاورات بھی لکھے ہین اگرچہ یہ امر بہت شاذ و نادر ہی
لاریب یہ کتاب زبان عرب کی محک ہی اور مضامین عالیہ اور استعارات لطیفہ سے مملو ہی اور اگرچہ بعض مقامات پر
اسکی عبارت مبہم ہی اور درجۂ تعلّی کو پہونچ گئی ہی تاہم اکثر عبارات و مضامین ایسے عالی اور مؤثر ہین کہ مصدق
قول گوتھ ہین مورخ موصوف و مشہور کہتا ہی کہ قرآن ایسی کتاب ہی کہ پہلے تو پڑھنے والے کو اُسکی عبارت سست
اور بے لطف معلوم ہوتی ہی لیکن بعد ازان اُسکی خوبیون پر فریفتہ ہوجاتا ہی اور آخر الامر اُسکی خوبصورتیون پر
ایسا شیفتہ ہوجاتا ہی کہ تاب ضبط نہین باقی رہتی انتہیٰ - اور گاڈفری ہگنس نے ویٹ صاحب کا قول لکھا ہی کہ اس
الہام یعنی قرآن کی عمدہ عبارت اور اُسکے جملون کا میل اور بلندی خیالات کو سب نے تسلیم کیا ہی پھر اُسکا یہ قول ہی
کہ قرآن کی اصل خوبی کے ہم منکر نہین، مین ہم اُسکی عبارت کو عموماً خوشنما اور اکثر فائق مانتے ہین صاحب موصوف
لکھتے ہین کہ اسکو پریڈوکس نے بھی تصدیق کیا ہی جسکا یہ قول ہے یہ تسلیم کرنا ضرور ہے کہ قرآن کی عبارت اور
زبان عربی زبان کی عمدگی کا نمونہ ہی اور مدرس سکندر فریزر ٹیٹلر نے اپنی لب التواریخ مین لکھا ہی یہ عجیب بات
ہی کہ اس کتاب کی عبارت ایسی شُستہ و رُفتہ ہی کہ زبان عربی کے لیے ایک نمونہ ٹھہرا اور محمد نے اپنی نبوت
کی صداقت کے لیے مخصوص اسکی عبارت پر بنیاد ڈالی اور دوسرے آثار نبوت کے فقدان مین اُسنے اپنی
بی علمی کو قرآن کی عبارت سے نسبت دیکر دعویٰ مصمم کیا کہ اعجاز کے لیے قرآن کی عبارت کافی ہے

اور مسٹر اڈورڈ گبن نے اپنی تاریخ مین لکھا ہی کہ قرآن کی بہت سی نقلون سے وہی اعجاز کا ساخاصہ
یگانگیت اور عدم قابلیت تحریف کا متن ثابت ہوتا ہی۔ اور مسٹر کارلائل کا بیان ہی کہ یہ کتاب یعنی قرآن
سب سے اول اور سب سے اخیر جو علم گیان ہین وہ اپنے مین رکھتا ہی اور ہر قسم کے اوصاف کا بانی ہی بلکہ در اصل
ہر قسم کے وصف کی بناء صرف اُسی سے ہوسکتی ہی اور خطبات احمدیہ مین ہی کہ ایک اور مصنف ذی کوارٹرلی
ریویو مین قرآن مجید کی نسبت یہ مضمون لکھا ہی کہ اُن تبدلات مضامین مین جو مثل برق کے تیز وطرار ہین
اس کتاب کی ایک نہایت بڑی خوبصورتی پائی جاتی ہی اور گوتھ کا یہ قول بجا ہی کہ جسقدر ہم اُسکے قریب
پہنچتے ہین یعنی اُسپر زیادہ غور کرتے ہین وہ ہمیشہ دور کھنچتی جاتی ہی یعنی زیادہ اعلیٰ معلوم ہوتی ہی وہ بتدریج
فریفتہ کرتی ہی پھر متعجب کرتی ہی اور آخر کار فرحت آمیز تحیر مین ڈالدیتی ہی وہی مصنف ایک اور مقام پر لکھتا ہی
کہ شادی اور غم اور محبت اور بہادری اور جوش کے وہ عظیم الشان اظہارات جنکی محض آوازہای بازگشت اب
ہمارے کانون پر اثر کرتی ہین محمد کے وقت مین پوری پوری آواز رکھتے تھے اور محمد کو سب سے زیادہ نامی گرامی
لوگون سے کچھ ہمسری ہی کرنی نہین پڑی تھی بلکہ اُنپر فوقیت حاصل کرنی تھی اور اپنے کلام کو اپنی رسالت
کی علامت اور دلیل گردانا پڑا تھا ایک اور مقام پر یہی مصنف لکھتا ہی کہ ہم دفعتاً ازراہ ترجیح اس عجیب کتاب
کی ماہیت کی طرف متوجہ ہوتے ہین جسکی اعانت سے عربون نے سکندر اعظم کے جہان سے بڑا جہان اور روم
کی سلطنت سے وسیع تر سلطنت فتح کر لی اور جسقدر زمانہ کہ روم کو اپنی فتوحات حاصل کرنے مین درکار ہوا تھا
اُسکا دسوان حصہ بھی اُنکو نہ لگا یہ ایسی کتاب ہی جسکی اعانت سی جملہ بنی سام مین یہی لوگ بحیثیت سلاطین یورپ
مین آئے تھے جہان کہ اہل فنیشیا تاجرون کی حیثیت سے اور یہود پناہ گیرون یا قیدیون کیطرح پر آئے تھے یہی
لوگ جبکہ تاریکی محیط ہو رہی تھی یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کرنے اور اہل مغرب اور اہل مشرق کو فلسفہ
طب ہیئت نظم لکھنے کا خوشنما اور دلچسپ فن سکھلانے اور علوم جدیدہ کے بانی مبانی ہوے تھے
اور ہم لوگون کو غرناطہ کی تباہی کے دن پر ہمیشہ کے واسطے رولانے کو آئے تھے اور مسٹر سیل اسطرح پر
لکھتے ہین کہ یہ بات علی العموم مسلم ہی کہ قرآن قریش کی زبان مین جو جملہ اقوام عرب مین شریف ترین اور
مہذب ترین قوم ہی انتہا کی لطیف اور پاکیزہ زبان مین لکھا گیا ہی لیکن اور زبانون کی بھی کسیقدر آمیزش

ہے گو وہ آمیزش بہت ہی قلیل ہے وہ لا کلام عربی زبان کا نمونہ ہے اور زیادہ پکّے عقیدے کے لوگون کا یہ قول ہے
اور نیز اس کتاب سے بھی ثابت ہے کہ کوئی انسان اسکا مثل نہین لکھ سکتا اور اسی واسطے اسکو لازوال معجزہ
قرار دیا ہے جو مردے کے زندہ کرنے سے بڑھکر ہے اور تمام دنیا کو اپنی ربانی لااصل ہونیکا ثبوت دینے کے
لیے اکیلا کافی ہے اور خود محمد صلعم نے بھی اپنی رسالت کے ثبوت کے لیے اسی معجزے کی طرف رجوع کیا تھا
اور بڑے بڑے فصحاے عرب کو (جہان کہ اُس زمانے مین اس قسم کے ہزارہا آدمی موجود تھے جنکا محض
یہ شغل اور حوصلہ تھا کہ طرز تحریر اور عبارت آرائی کی لطافت مین لائق اور فائق ہو جاوین) علانیہ کہلا بھیجا تھا
کہ اسکے مقابلے کی ایک سورۃ بھی بنا دو اس بات کی اظہار کے واسطے کہ اس کتاب کی خوبی تحریر کی اُن ذی لیاقت
لوگون نے دراصل تعریف و توصیف کی تھی جنکا اس کام مین مبصّر ہونا مسلّم ہے بیشمار مثالون کی ایک مثال کو
بیان کرتا ہون لبید بن ربیعہ کا ایک قصیدہ (جو محمد صلعم کے زمانے مین سب سے بڑے زبان آورون مین
تھا) خانہ کعبہ کے دروازے پر چسپان تھا (یہ رتبہ نہایت اعلیٰ تصنیف کے واسطے مرعی تھا) اور کسی شاعر کو
اُسکے مقابلے مین کسی اپنی تصنیفات کو پیش کرنے کی جرأت نہوتی تھی لیکن جبکہ تھوڑے ہی عرصے کے بعد
قرآن کی دوسری سورۃ کی آیتین اُسکے مقابلے مین لگائی گئین تو خود لبید (جو اُس زمانے مین مشرکین مین
سے تھا) شروع ہی کی آیت پڑھکر بحر تحیر مین غوطہ زن ہوا اور فی الفور مذہب اسلام قبول کر لیا اور بیان کیا
کہ ایسے الفاظ صرف نبی ہی کی زبان سے برآمد ہو سکتے ہین قرآن کا طرز تحریر عموماً خوشنما اور روان ہے بالخصوص
اُسجگہ جہان کہ وہ پیغمبرانہ وضع اور توریتی جملون کو نقل کرتا ہے وہ مختصر اور بعض مقامات مین مبہم ہے اور مشرقی
ڈھنگ کے موافق پر حیرت کی صنعتون سے مرصّع اور روشن اور پُر معنی جملون سے مزیّن ہے اور اکثر جگہ اور
علی الخصوص اُس مقام پر جہان کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اوصاف کا بیان ہے نہایت عالی درجہ اور رفیع الشان
ہے انتہی - اور جسٹس امیر علی اپنی کتاب لائف انڈ ٹیچنگس آف محمد مین لکھتے ہین فصاحت و بلاغت مین تو
یونانی بھی عرب پر گوے سبقت نہین لیگئے اور علم معانی و بیان کے قواعد کو اُنھون نے ایسا مرتب و منضبط
کر دیا کہ کسی قوم نے نہین کیا قبائل عرب کے باہمی نفاق اور حسد کی وجہ سے اُنکے محاورات مین اختلاف
تو باقی ۔ ہا مگر ایک وسیع قومی زبان اُنکی پیدا ہو گئی جو حجاز مین بولی جاتی ہے اور ہر سال مقام عکاظ مین تمام قبائل

سورۂ بقرہ ۲۵

عرب کے جمع ہونے سے اور شعرای عرب کے باہمی مباحثون اور مشاعرون سے زبان عربی ایک باقاعدہ اور لطیف و سلیس زبان ہو گئی مگر بقول ایک مورخ جرمنی کے کہ عربی زبان کو جس چیز نے ایک باقاعدہ اور مضبوط بنیاد پر قائم کر دیا اور باقی رکھا وہ قرآن مجید ہی اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے عرب نے اتنے ملکون کو فتح کر لیا جو اسکندر اعظم کی مملکت سے عظیم تر اور سلطنت قاہرہ رومیتہ الکبری سے وسیع تر تھا اور جن ممالک کو اسکندر اعظم اور رومیون نے صدہا برس مین فتح کیا تھا انکو عرب نے دس بارہ برس مین مسخر کر لیا اور یہ وہ کتاب ہی جسکی برکت سے تمام اولاد سام بن نوح مین سے صرف عرب نے یورپ مین اگر سلطنت کی جہان اہل فنشیا سوداگر بنکر اور یہود مفرور اور مسافر بنکر رہے تھے اور یورپ مین سلطنت کی تو کیونکر کی کہ علم کا چراغ روشن کر کے تمام دنیا کو دکھا دیا اور جس زمانے مین ظلمت جہالت تمام یورپ پر چھائی ہوئی تھی اُس زمانے مین عرب ہی نے یونان کے علم و حکمت کو دوبارہ زندہ کیا اور فلسفہ و طب و ہیئت اور شعر و سخن ایشیا و یورپ دونون اقلیمون کو سکھایا اور اندلس کو گہوارہ علوم جدیدہ بناکر غرناطہ دار العلوم کے زوال و بربادی پر آیندہ کی نسلون کو خون کے آنسو رولایا قرآن کی حقیقت کیا بیان کیجاے کہ وہ کیسی کتاب ہے اور اُسمین سادگی کے ساتھ کسقدر بلند پروازی کی ہی اور اُسکی عبارت کیسی فصیح و بلیغ ہی اور مضامین کیسے عالی و لطیف و پاکیزہ ہین اور کیسے استعارات سے مملو ہی اور کیسے کیسے مضامین آبدار صاف عقد دار چمک رہے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ ایک ناصح امین نصیحت کر رہا ہی اور ایک حکیم فلسفی اسرار و غوامض حکمت الٰہی بیان کر رہا ہی اور ایک ستم رسیدہ محب وطن کس جوش و خروش اور ولولہ وطنطنہ سے اپنی قوم کی بداعمالی اور ذلت وخواری پر زجر و توبیخ کر رہا ہی اور ان سب امور کے ساتھ ہی خداوند عالم و عالمیان ایک عبد صالح کے ذریعے سے اُن اصول حقہ کو جنپر کل عالم اخلاق کا دارومدار ہے کیونکر ظاہر کر رہا ہی اور جو رعب و ہیبت احکام قرآنی سُنکر اُس زمانے کے بڑے بڑے شعرای عظام کے دل پر طاری ہوتا تھا اُس سے ثابت ہوتا ہی کہ اس کلام پاک کی کیسی قوی تاثیر اُس قوم پر ہوئی تھی گو قرآن مجید کی آیات اس وجہ سے متفرق اور پریشان معلوم ہوتی ہین کہ مختلف اوقات مین نازل ہوئین اور اُن ساعات مین نازل ہوئین جبکہ کفار طرح طرح کی ایذائین اور صدمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچا رہے تھے یا جب آپ میدان کارزار مین مصروف جہاد تھے یا صرف متعاصد عملی کے لیے نازل ہوئی تھین تاہم قرآن مجید مین ایک قوت اور متانت اور ایک جوش و ولولہ ایسا پایا جاتا ہی جس سے

صاف اس آیت قرآنی ہدایت کی تصدیق ہوتی ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی یا جیسے کہ ایک
فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے شعر در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + ہرچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم + اس
زمانے مین اہل یورپ کی عادت پڑگئی ہے کہ قرآن مجید کا استخفاف و استہجان کرتے ہین اور فصاحت بیانی اور عالی
مضمونی کے اعتبار سے اُسکو ادنی ادنی یونانی اور لاطینی کتابون سے بھی کم سمجھتے ہین اسلیے اس مقام پر ہم
ووش صاحب مورخ کا کلام بجنسہ نقل کرتے ہین تاکہ ہماری یہ راے تعصب مذہبی پر نہ محمول کیجاے وہ فرماتے
ہین کہ وہ کلمات رنج و راحت اور عشق و محبت اور ہمت و شجاعت اور غیظ و غضب جنکی کچھ خفیف سی صدائین
اب ہمارے کان مین آتی ہین پیغمبر اسلام کے زمانے مین بہت پُرمعنی اور پُرتاثیر کلمات تھے اور آپ کو افصح الفصحا اور
ابلغ البلغا سے صرف برابری نہین کرنی پڑی بلکہ اُنپر فوق لیجانا پڑا اور جو کچھ آپ فرماتے تھے اُسکی فصاحت و
بلاغت کو اپنے دعوی رسالت کی دلیل گردانا پڑا آپکے پیشتر کے شعرا نے عاشقانہ اشعار بہت کہے تھے
چنانچہ عنترہ نے جسکے عشق کا حال ایک بہت مشہور داستان مین لکھا ہے اور امرء القیس نے جسکو آنحضرت
صلعم نے پیشواے شعراے عرب مگر رہنماے اہل جہنم فرمایا ہے نہایت عالی اور آبدار مضامین عشقیہ نظم کیے اور شراب
وکباب اور معشوقان ماہ وش و سیمین تن کی تعریف مین فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیے مگر آنحضرت صلعم
نے عاشقانہ مضامین نہین نظم کیے نہ کوئی عاشقانہ غزل کہی اس دنیاے فانی کے رنج و راحت نہ عرب کی
شمشیر آبدار و شتر بے مہار نہ عرب کے رشک و حسد اور خواہش انتقام نہ کسی قوم و قبیلے کے آبا و اجداد کی شجاعت
و جوانمردی نظم کی نہ کوئی ایسا مضمون فرمایا جس سے معلوم ہو کہ آپ کے نزدیک وجود بشر کی کوئی حقیقت ہی نہین
ہے اور انسان کے لیے فناے محض مطلق ہے الغرض آپنے لوگون کو شعر و سخن نہین سکھایا بلکہ اسلام سکھایا اور کیونکر
سکھایا کہ زمین و آسمان کو شق کرکے جنت و نار کو مجسم کرکے دکھا دیا لقولہ تعالیٰ وَمَا هُوَ بِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ووش صاحب
کی تقریر اخبار کوارٹرلی ریویو صفحہ ۲۲ مین ملاحظہ ہو اور اُسی مین یہ صاحب فرماتے ہین - پروفیسر مارس صاحب مرحوم
کا قول ہے کہ کوئی چیز عیسائیان روم کو اُس ضلالت و غوایت کے خندق سے نہ نکال سکتی تھی جس مین وہ گر پڑے
تھے سواے اُس آواز کے جو سرزمین عرب مین غار حرا سے آئی اُسی آواز نے اعلاء کلمۃ اللہ دنیا مین کیا جس سے
یونانی انکار کرتے جاتے تھے اور اعلاء کلمۃ اللہ ایسے عملی پیرایے مین کیا کہ اُس سے بہتر ممکن نہ تھا سچ ہے

اُتر کر جس راسے سُوتوم آیا ٭ اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا + اب ان حضرات کی ان تصریحات و تصنیفات
کے سوا یہ بھی جاننا چاہیے کہ بہت سی عربی دان عیسائیون نے قرآن شریف کا ترجمہ روسی و فرانسیسی و جرمنی
و انگریزی وغیرہ مین کیا ہی لیکن کبھی کسی نے اسکی فصاحت و بلاغت پر کچھ چون و چرا نکیا بلکہ جرمن و فرانس کے
لوگون نے تو قرآن کو عربی کی ایک ایسی بے مثل فصیح و جلیل الشان کتاب سمجھا ہی کہ جو لوگ وہان عربی سیکھتے ہین
اُنکی کتب نصابیہ مین اسکو داخل کیا ہی غرض مخالفین قرآن سے بھی قرآن کی فصاحت و بلاغت وغیرہ برابر منقول
ہوتی چلی آتی ہی ع فالفضل ما شهدت به الاعداء + دیکھیے بالفعل لنڈن مین مسٹر سینر الس نے
بطور ڈکشنری قرآن ایک کتاب مسمی بسلک البیان فی مناقب القرآن لکھی ہی اور اُسمین اسکے ہر ہر لفظ کی
تحقیق کی ہی لیکن کہین کسی لفظ کی عدم فصاحت وغیرہ کی بابت کچھ نہین لکھا ہی پس جب ان مخالفین و
نکتہ چین لوگون نے بھی اسکی عبارت و عربیت کو بے مثل تسلیم کر لیا ہی تو اب اسپر کون مُنھ آ سکتا ہے خصوصاً
کوئی عیسائی بمقابل اپنے ان بزرگوار و اکابر کے کیونکر دم مار سکتا اور لب ہلا سکتا ہی ؎ مگس نہ دعوی پرواز
لب فرو بندد اگر چو جبرئیل در آید ببال جنبانی + لیکن باوجود اسکے بھی آجکل کے بعض متنصرہ جنکو عربی کے
سوا اُردو اپنی مادری زبان بھی نہین آتی اور معمولی درسی کتابون کی عبارت بھی صحیح نہین پڑھی جاتی
بموجب من لم یحسن الفقه فقد صنف فيه كتابا کے اُنھون نے قرآن شریف کی فصاحت و
بلاغت پر اعتراض کرنے کو اپنا مایۂ فخر و سرمایۂ قابلیت و امتیاز سمجھا ہی چنانچہ ایک صاحب نے اپنے رسالہ نا تمام
المسماة بنفحة الاسلام مین یہ لکھا ہی قوله حمد چمن پیرای کُن فکان و رنگین فرماے شقائق نعمان ۱۲
و نگار آرای گل و ریحان کے بعد عاصی حسن علی مظہر مدعا ہی کہ علمای دین محمدیہ سطر گیارھوین بارھوین
صفحہ دسوان مختصر المعانی مطبوعہ مطبع احمدی کو ملاحظہ فرمائین والضابطة ههنا ان كل ما يعده
الذوق الصحيح ثقيلا متعسر النطق فهو متنافر سواء كان من قرب المخارج او بعدها اور یہان
تنافر کی شناخت کے لیے یہ ضابطہ بیان کیا ہی کہ جو ذوق صحیح تنافر کُل کو ثقیلا متعسر النطق کے لیے شمار کرے
پس وہی متنافر ہی برابر ہی کہ متنافر قرب المخارج سے ہو یعنی جو حروف کہ ایک مخرج سے نکلے ہون
وہ قریب قریب ہون یا بعید بعید اُسکی قرب المخارج نحو اعهد سورہ یٰس ع سورہ آل عمران ع

عہد احد اخذ اعداء اعلون اخری اعقاب اغنیاء اخرجوا اخزیت اعِدَّت اخلق
سورۃ البقرۃ ع اخراج اهله احق اعجب اعلوا حل اخطأنا اغرقنا سورۃ النساء ع اعرضوا
أُحْصِنّ اعتدنا اخوات أُعِدَّ اخرتنا احسانا سورۃ الانعام ع اعبد اهواء احسن احب
سورۃ المائدۃ ع احیاء سورۃ الهود ع اهلك اعوذ احكم اعط اعين اخاف اعمال امثله
بُعد المخارج نحو اسرع سورۃ الانعام ع سورۂ یونس ع اسرع استعجال سورۃ البقرۃ ع اتخذ
عهد و اتخاذ انعمت اضعافا اكراه ابتغاء اصلاح اصحب اخرة اربعة اشهر افرغ
هٰذه المعنا اتخذوه اب انصاف فرماکے امثلۂ مسطورۃ الصدر سواء من قُرب المخارج او بُعدها عبارت
علامۂ التفتازانی قبول فرمائین ورنہ صاف صاف مطلب مع امثلہ بزبان اردو تحریر فرمائین **اقول**
مشہور ہی کہ یہ پادری صاحب لکھنؤ کے رہنے والے ہین اور مدت تک ڈونٹی کالج الٰہ آباد کے پروفیسر رہے
یا پادری ہو پر صاحب کے نیچے کچھ کام کرتے رہے ہین اور یہان کلکتے مین بھی ایک معزز پریچر بلکہ بہت سے
پریچرون کے افسر ہین لیکن باوجود اسکے بھی تو پادری صاحب عربی سمجھتے ہین اور نہ اُردو جانتے ہین
بہت شور سُنتے تھے پہلو مین دل کا + جو چیرا تو ایک قطرۂ خون نہ نکلا + چو بانگ دہل ہولم از دور بود + بعینہ
درم عیب مستور بود + کیونکہ پادری صاحب نے مختصر المعانی سے جو ضابطہ نقل کیا ہی اور بزعم خود اُسکا خلاصہ
بھی لکھا ہی وہ ایسے بھونڈے طور پر لکھا ہی کہ نہ تو اُس سے پادری صاحب کا کوئی مطلب حاصل ہوتا ہی اور نہ اُنکے
مخالفین پر کوئی الزام عائد ہوتا ہی بلکہ یہ خلاصہ اُنھین سے کچھ مطالبہ کرتا ہی کما سیأتی فکنت
ادعی زیدا کما قیل سیدا + اذا انه عبد القفا واللهازم + جاننا چاہیے کہ قرآن شریف کا
یہ بھی ایک معجزہ ہی کہ جو اسکے معارضے کے لیے کچھ لب ہلاتا ہی وہ آسان سے آسان کامون مین بھی مخبوط
و مبہوت ہو جاتا ہی دیکھیے شفاء قاضی عیاض مین لکھا ہی کان یحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس
في زمنه فحکي انه رام شیئا من هذا (اي معارضة القرآن) فنظر في سورة الاخلاص
ليأتي على اسلوبها وينظم الكلام على منوالها قال فاعترتني منه خشية ورقة حملتني
على التوبة والانابة انتهى وسيأتي ما حكي عن ابن المقفع بناء عليه پادری صاحب بھی ابنی اس

آسان تحریر مین مخبوط ہو کر ایسے سخت مغلطے مین پھنسے کہ جس سے اب کسی طرح نہین نکل سکتے چنانچہ ہم
اُسکو کچھہ ملخصاً لکھتے اور تلخیصاً بیان کرتے ہین جاننا چاہیے کہ صاحب مختصر المعانی نے پہلے فصاحت کے
معنی لکھے اور اُسکے بعد فرمایا کہ کلمہ اور کلام اور متکلم تینون فصاحت سے موصوف ہوا کرتے ہین مثلاً کہا کرتے
ہین کہ یہ کلمہ فصیح ہی اور یہ کلام اور قصیدہ فصیحہ ہی اور یہ متکلم یا کاتب یا ناظم و شاعر فصیح ہی اسکے بعد مفرد یعنی
کلمے کی فصاحت کی تعریف شروع کی اور یہ فرمایا فالفصاحة فی المفرد خلوصه من تنافر الحروف
والغرابة ومخالفة القیاس اللغوی یعنے فصاحت مفرد مین تنافر حروف اور غرابت لفظی اور مخالفت
قیاس لغوی سے اُسکا خالص و خالی ہونا ہی اسکے بعد تعریف فصاحت مفرد مین جو لفظ تنافر واقع ہی اُسکی
یہ تفسیر کی فالتنافر وصف فی الکلمة یوجب ثقلها علی اللسان وعسر النطق بها یعنی تنافر
کلمے مین ایک وصف ہی جسکے سبب سے وہ کلمہ زبان پر بھاری ہو جاتا ہی یعنے اُسکا تلفظ گران و مشکل ہوتا ہی اسکے
بعد لفظ مستشزرات کو اسکی نظیر مین دکھلانے کے لیے امرؤ القیس کے اس شعر کو نقل کیا ؎ غدائرها
مستشزرات الی العلی ✢ تضل العقاص فی مثنی و مرسل ✢ اسکے بعد اُس ضابطے کو جسے پادری صاحب نے
محض بے رابطہ نقل کیا ہی اور بی تخصیص و تلخیص کے اُسکا خلاصہ بھی لکھا ہی تحریر فرمایا والضابطة ههنا ان کل
ما یعده الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او
بعدها او غیر ذلك علی ما صرح به ابن الاثیر فی المثل السائر یعنے متنافر کی معرفت کا یہ ضابطہ
ہی کہ جسکو ذوق صحیح ثقیل و متعسر النطق سمجھے وہی متنافر ہی عام ازین کہ قُرب مخارج سے ہو یا بُعد مخارج سے یا انکے سوا
اور کسی امر سے خلاصہ یہ کہ امر منافرت قُرب مخارج و بُعد مخارج وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط
اہل لسان کے ذوق صحیح پر ہی چنانچہ اس امر کی تائید اسی ضابطے کی تکمیل و تفصیل مین خود مصنف رح نے
مطول مین اسطرح سے کی قال ابن الاثیر لیس التنافر بسبب بُعد المخارج وان الانتقال
من احدهما الی الاخر کالطفرة ولا بسبب قُربها وان الانتقال من احدهما الی الاخر
کالمشی فی القید لما نجد غیر متنافر من القریب المخارج کالجیش والشجی وفی التنزیل
الواعهد ومن البعیدة ما هو بخلافه کملم بخلاف علم ولیس ذلك ان الاخرج من

الحلق الى الشفة ايسر من ادخاله من الشفة الى الحلق لما نجد من حسن غلب وبلغ وحلوو
ملح بل هذا امر ذوقي فكل ما عده الذوق الصحيح ثقيلا متعسر النطق فهو متنافر سواء
كان من قرب المخارج او بعدها ولهذا اكتفى المصنف بالتمثيل ولم يتعرض لتحقيقه وبيان
سببه لتعذر ضبطه فالاولى ان يحال الى سلامة الذوق انتهى اور مصنف كا ماخذ المثل
السائر ہے علامہ ابن الاثیر یہ فرماتے ہیں واعلم ايها الناظر في كتابي هذا ان مدار علم البيان
على حاكم الذوق السليم وهو انفع من ذوق التعليم وفيه الذوق السليم هي الحاكمة
في هذا المقام بحسن ما يحسن من الالفاظ وقبح ما يقبح وساضرب لك في هذا مثالا
فاقول اذا سئلت عن لفظة من الالفاظ وقيل لك ما تقول في هذه اللفظة احسنة
هي ام قبيحة فاني لا اراك عند ذلك الا تفتي بحسنها او بقبحها على الفور ولو كنت
لا تفتي بذلك حتى تقول للسائل اصبر علي الى ان اعتبر مخارج حروفها ثم افتك
بعد ذلك بما فيها من حسن او قبح لصح لابن سنان ما ذهب اليه من جعل مخارج الحروف
المتباعدة شرطا فى اختيار الالفاظ وانما شذ عنه الاصل في ذلك وهو ان الحسن من
الالفاظ يكون متباعد المخارج فحسن الالفاظ اذا ليس معلوما من تباعد المخرج وانما
علم قبل العلم بمخارجها وكل هذا راجع الى ذوق الفطرة السليمة فاذا استحسنت لفظا او
استقبحته وجدنا تستحسنه متباعد المخارج وما تستقبحه متقارب المخارج
فاستحسانها واستقباحها انما هو قبل اعتبار المخارج لا بعده على ان هذه قاعدة
قد شذ عنها شواذ كثيرة لانه قد يجي من المتقارب المخارج ما هو حسن رائق الا ترى
ان الجيم والشين والياء مخارج متقاربة وهي من وسط اللسان بينه وبين الحنك
وتسمى ثلاثتها الشجرية واذا تركب منها شئ من الالفاظ جاء حسنا رائقا فان قيل جيش
كانت لفظة محمودة وان قدمت الشين على الجيم فقيل شجي كانت ايضا لفظة محمودة
ومما هو اقرب مخرجا من ذلك الهاء والميم والفاء وثلاثتها من الشفة تسمى

الشفهية واذا انظم منها شئ من الالفاظ كان جميلا حسنا كقولنا فم فهذه اللفظة
من حرفين هما الفاء والميم وكقولنا ذقته بفمي وهذه اللفظة مؤلفة من الثلاثة
بجملتها وكلاهما حسن لا عيب فيه وقد ورد من المتباعد المخارج شئ قبيح ايضا ولو كان
التباعد سببا للحسن لما كان سببا للقبح اذ هما ضدان لا يجتمعان ومن ذلك انه
يقال ملع اذا عدى فالميم من الشفة والعين من الحروف الحلق واللام من وسط اللسان
وكل ذلك متباعد ومع هذا فان لفظة مكروهة الاستعمال ينبو الذوق السليم
عنها ولا يستعملها من عنده معرفة بفن الفصاحة وههنا نكتة غريبة وهو انا
اذا عكسنا حروف هذه اللفظة صارت علم وعند ذلك يكون حسنة لا مزيد على
حسنها وما ندري كيف صار ذلك القبح حسنا لانه لم يتغير من مخارجها شيئا و
ذلك ان اللام لم تزل وسط والعين والميم يكتنفانها من جانبيها ولو كان مخارج الحروف
معتبرا في الحسن والقبح لما تغيرت من ملع وعلم فان قيل ان اخراج الحروف من الحلق
الى الشفة ايسر من ادخالها من الشفة الى الحلق فان ذلك انحدار وهذا صعود والانحدار
اسهل من الصعود قلت في جواب ذلك اي اقول لو استمر لك هذا الصحيح ما ذهبت اليه
لكنا نرى ما اذا عكست حروفه من الشفة الى الحلق او من وسط اللسان والباء من
الشفة واذا عكسنا ذلك صار ابلغ وكلاهما حسن مليح وكذلك تقول حلم من الحلم
وهو الاناءة فاذا عكسنا هذه اللفظة صارت ملح على وزن فعل بفتح الفاء وضم العين
وكلاهما ايضا حسن مليح وكذلك تقول عقر ورقع وعرف وفرع وحلف وفلح وقلم
وملق وكلم وملك ولو شئت لاوردت من ذلك شيئا كثيرا تضيق عنه هذه
الاوراق ولو كان ما ذكرته مطردا لكان عكسنا هذه الالفاظ صيّر حسنها قبحها
وليس الامر كذلك انتهى اسكا خلاصہ یہ ہی کہ تنافر قُرب مُخرج اور بُعد مخرج کے سبب نہین ہی
کیونکہ قریب المخارج مین مثل جیش اور شجی کے اور قرآن شریف مین الم اعهد کو مین غیر متنافر پاتا ہون

اور بعید المخارج مین مثل ملع کے اسکے خلاف پاتا ہون اور متنافر اسپر بھی موقوف نہین ہی کہ اخراج
حلق سے طرف شفت کی ایسر یعنی آسان ہو بہ نسبت ادخال اُسکے شفت سے طرف حلق کے کیونکہ غلب
اور بلغ اور حلم اور ملح مین باوجود اسکے بھی مین تنافر نہین پاتا بلکہ انکو فصیح دیکھتا ہون غرض یہ امر فصاحت
ومنافرت نہ اس پر موقوف ہی اور نہ اُسپر بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہی پس جسکو ذوق صحیح اہل لسان ثقیل و متعسر النطق
سمجھین وہی متنافر ہی عام ازین کہ قُرب مخارج سے ہو یا بُعد مخارج سے پس ثابت ہوا کہ امر فصاحت ومنافرت
وعدم منافرت وغیرہ مین اہل لسان کے ذوق صحیح اور اُنکے فصحا و بلغا کے استعمال و محاورہ کا اعتبار ہی لا غیر
کما قال فی المطول فی فصاحة الفاظ العربیة وعلامتها واعلم انه لما كانت الفصاحة
عندهم يقال لكون اللفظ جاريا علے القوانين المستنبطة من استقراء كلامهم
كثير الاستعمال على لسنة العرب الموثوق بعربيتهم وقال العلامة الختائي في
حاشية مختصر المعاني ان الفصاحة عندهم كون اللفظ جاريا علے القوانين المستنبطة
من استقراء كلامهم كثير الاستعمال على لسنة العرب الموثوق بعربيتهم وقال في
المفتاح الفصاحة هي ان يكون اللفظ عربية اصلية وعلامة ذلك ان يكون الكلمة
على لسنة الفصحاء الموثوق بعربيتهم ودورا استعمالهم لها اكثر وفي الايضاح
ثم علامة كون الكلمة فصيحة ان يكون استعمال العرب الموثوق بعربيتهم لها
اكثر وفي المبلغة في اصول اللغة ان مدار الفصاحة في الكلمة على كثرة استعمال العرب
لها ومثله قال القزويني في الايضاح ولا شك ان ذلك هو مدار الفصاحة وفيه والتحقيق
ان المخل هو قلة الاستعمال وحدها انتهى ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ الفاظ فصیحہ وہی ہین کہ جو عرب
عربا کے فصحا و بلغا کے محاورات و استعمال مین بکثرت متداول ہون اور جو قلیل الاستعمال ہین وہی مخل
فی الفصاحة ہین پس مطابق اسکے اب دیکھنا چاہیے کہ ان الفاظ قرآنیہ موردہٗ پادری صاحب کو عرب
عربا کے فصحا و بلغا نے متنافر و معقد و مخالف من قوانین الفصاحة سمجھا ہی یا بحسب اذواق صحیحہ اپنے
اُنکو صحیح و فصیح سمجھکر اپنے خطب و اشعار و قصائد و اراجیز وغیرہ مین بلا تردد و نکیر بکثرت استعمال کیا ہے

اما الاولی فباطل جدا واما الثانی فلا ریب فیه حیث قال الراغب فی مفرداته الفاظ
القرآن هو لب کلام العرب وزبدته وکرائمه وعلیها اعتماد الفقهاء والحکماء فی
احکامهم وحکمهم والیها مفزع حذاق الشعراء والبلغاء فی نظمهم ونثرهم وما
عداها او ما عدا الالفاظ المتفرعات عنها والمنتقاة منها هو بالاضافة الیها کالقشور
والنوی بالاضافة الی اطائب الثمرة وکالحثالة والتبن بالنسبة الی لبوب الحنطة انتهی
ولهذا قال العلامة السیوطی فی الاتقان وکتاب الله سبحانه لو نزعت منه لفظة ثم
ادیر لسان العرب علی لفظة احسن منها لم توجد انتهی وقال ابن خالویه الذی هو من
ائمة العربیة واللغة قد اجمع الناس جمیعا ان اللغة اذا وردت فی القرآن فهی افصح مما
فی غیر القرآن لا خلاف فی ذلک انتهی ان سب کا خلاصہ یہ ہی کہ الفاظ قرآنی تمامی الفاظ سے
بڑھکر فصیح ہین وقال فی المثل السائر فیما ینبغی للادیب الماهر والکاتب والشاعر حفظ القرآن
الکریم فانه صاحب هذه الصناعة ینبغی له ان یکون عارفا بذلک لان فیه فوائد
کثیرة منها انه یضمن کلامه الآیات فی اماکنها اللائقة بها ومواضعها المناسبة لها
ولا شبهة فیما یصیر للکلام بذلک من الفخامة والجزالة والرونق ومنها انه اذا عرف
مواقع البلاغة واسرار الفصاحة المودعة فی تالیف القرآن اتخذه بحرا یستخرج منه الدرر
والجواهر ویودعها فی مطاوی کلامه کما فعلته انا فیما انشاته من المکاتبات وکفی بالقرآن
الکریم وحده آلة واداة فی استعمال افانین الکلام فعلیک ایها المترشح لهذه الصناعة
بحفظه والفحص عن سره وغامض رموزه واشاراته فانه تجارة لن تبور ومنبع لا
یغور وکنز یرجع الیه وذخر یعال علیه انتهی اسکا خلاصہ یہ ہی کہ ادیب ماہر اور کاتب و
شاعر کو ضرور ہی کہ قرآن شریف حفظ کرے اور اسکے مواقع بلاغت و اسرار فصاحت کو بوجھے کیونکہ اسکے
اماکن لائقہ و مواضع مناسبہ کو جان بوجھ کر جب یہ کوئی عبارت لکھیگا اور موقع موقع سے انہین اسلوب
قرآنی اختیار کریگا اور اپنی محاوری عبارت مین بطور اقتباس و اشتمال آیات قرآنیہ نقل کردیگا تو اسکے مکاتیب

وعبارات کو بہت ہی رونق ہوجاویگی اور اسکی فخامت و شان از حد بڑھجاویگی کیونکہ قرآن فصاحت کا
ایک ایسا جاری چشمہ ہی جو کبھی نہین سوکھتا اور بلاغت کا ایسا سرمایہ ہی کہ ہر ادیب و فصیح ہمیشہ اُسپر بھروسا
رکھتا ہی انتہی پس اب جاننا چاہیے کہ اگرچہ ہماری ان تحریرات سے پادری صاحب کے جمیع ایرادات و مزعومات
خرخرفات کی تردید بما لا مزید علیہ ہوگئی اور اسکی کوئی حاجت نرہی کہ اسکے لیے اب ہم کوئی اہتمام آخر کرین
لیکن باینہمہ اتمام حجت کے لیے ہم جمیع الفاظ موردہ کے لیے عرب عرباء کے شعراء و فصحا و بلغا کے اشعار دکھاتے
اور اپنی اس شہادت مین بعض بعض خطب کی عبارات و محاورہ بھی مشاہدہ کراتے ہین تاکہ کسی مخالف کو
کوئی جگہ اعتراض کی نہ باقی رہے اور ہر طرح سے حجت پوری ہوجاوے منزل راہ وفا از بس گران بودہ
انیس + لیکن اور ابپای ہمت خود نا فتم ع وفا کی راہ تھی مشکل اُسے بھی طی کیا ہمنے + کہ منزل مین
محبت کی اگر ڈر تھا تو اسکا تھا + **قولہ** اعہد سورۂ یٰسٓ ع پادری صاحب نے بعین عنایت حرف
عین لکھکر یہ احسان تو کیا کہ نشان رکوع بتلایا لیکن افسوس ہی کہ اُسپر کوئی نشان ہندسہ و نمبر نہ لگایا جس سے
یہ بھی معلوم ہوجاتا کہ یہ لفظ فلان رکوع مین ہی اور جبکہ نمبر ندیا تو حرف ع لکھنا ہی کیا ضرور تھا ع سطر
آہمہ و نہین اُس روی کتابی پہ ظفر + ترک کاتب نے لکھی ہی غلطی کے باعث + مطول کی عبارت سے
اس لفظ کا غیر متنافر و فصیح ہونا تو ثابت ہوچکا اور مختصر المعانی مین اسکے مخل بالفصاحۃ ہونیکو اس تقریر سے
باطل کردیا کہ مجرد اشتمال القرآن علی کلام غیر فصیح بل علی کلمۃ غیر فصیحۃ مما یقود الی
نسبۃ الجھل او العجز الی اللہ تعالی عن ذلک علوا کبیرا پس چونکہ خداوند تعالی کی طرف جہل و عجز
کی نسبت عند العقلا بالاتفاق محال ہی اسلیے اس لفظ کا غیر فصیح ہونا بھی محال ہی کما لا یخفی اور سوا اسکے
مستطرف فی کل فن مستظرف (جو بی آ کلاس کے عربک کورس کی ایک مشہور کتاب ہی) مین لکھا ہی
قال الشاعر ع فما الناس بالناس الذین عہدتہم + ولا الدار بالدار التی کنت اعہد
اور دیوان ابی الطیب متنبی (جو مدرسۂ عالیہ وغیرہ کے کورس کی کتاب ہی) مین لکھا ہی ع اما الفراق
فانہ ما اعہد + ہو توأمی لو ان بینا یولد **وقال المعری** ع کل واشرب
الناس علی خبرۃ فہم یمرون ولا یعذبون + ولا تصد فہو اذا احد ثوا فانی اعہد ہو یکذبون

عَهِد قدم في قوله عهد تهم وقال كعب بن زهير ــ ولا تمسك بالعهد
الذي زعمت + الا كما تمسك الماء الغرابيل + وقال عنترة ــ عَهدي به
شد النهار كانما + خضب اللبان ورأسه بالعظلم وقال النابغة ــ
عَهِدت بها سعدى وسعدى غريرة + عروب تهادي في جوار خرائد عَهِد وا
قال عباس بن مرداس كما في سيرة ابن هشام ــ ثم الذين وفوا بما عاهدتهم
جند بعثت عليهم الضحاكا + وفيه قال ابن دجانة ــ انا الذي عاهدني
خليلي + ونحن بالسفح لدى النخيل + أحد - قال عمرو بن كلثوم ــ الا لا يجهلن
احد علينا + فنجهل فوق جهل الجاهلينا + وقال زهير ــ او يعدلون بوزن او
مكائلة + مالوا الى وضري ولم يعدل بهم احد + آخذ قال النابغة ــ اخذ
العذارى عقدها فنظمته + من لؤلؤ متتابع متسرد + وقال عمرو بن كلثوم ــ
أخذن على بعولتهن عهدا + اذا لاقوا كتائب معلمينا أعداء قال الحارث
ــ لا تخلنا على غرائك انا + طالما وقد وشى بنا الاعداء + وقال طرفة ــ وان
ادع في الجلى اكن من حماتها + وان يأتك الاعداء بالجهد اجهد وقال زهير
ــ وثقل على الاعداء لا يضعونه + وحمال اثقال وماوى المطرح وقال النابغة
فلا يمنع الاعداء مصرع ملكهم + وما عتقت منه تميم ووائل اعلون - قال
طرفة ــ واذا قامت تداعي قاصف + مال من اعلى كثيب منقعر قال النابغة
ــ فظل يعجم اعلى الروق منقبضا + في حالك اللون صدق غير ذي اود وقال
ابو الطيب ــ قدروا اعفوا وعدوا وفوا سئلوا + اغنوا علوا اعلوا ولوا اعدلوا +
أُخرة واخرى آخرتنا - قال النابغة ــ فقال تعالى يجعل الله بيننا
على ما لنا او تنجزي لي اخرة + قال عنترة ــ وسارت رجال نحو اخرى عليهم
الحديد كما تمشي الجمال الدوالح قال امرؤ القيس ــ بماء سحاب زل عن متن صخرة

الى جوف اخرى طيب ماؤها خضر + قال مالك التغلبي ؎ لامك ويلة و
عليك اخرى + فلا شاة تنيل ولا بعير + وقال زهير ؎ يؤخر فيوضع في
كتاب فيدخر + ليوم الحساب او يعجل فينقم + اعقاب قال النابغة ؎ لبست من السوام
اعقابا اذا انصرفت + ولا تبيع بجنبي نخلة البرما + وقال عنترة ؎ فلما التقينا
بالجفار تضعضعوا + ورددت على اعقابهن المسالح + وقال قيس بن الملوح
؎ واصبحت من ليلى الغداة كناظر + مع الصبح في اعقاب نجم مغرب + اغنيا قال
اياس بن القائف الحماسي ؎ تقيم الرجال الاغنياء بارضهم + وترمي النوى
بالمقترين المراميا + اخرجوا اخراج - قال الاعشى ؎ ازال اذينة عن ملكه +
واخرج من قصره ذايزن + وفي البخاري باب اخراج الخصوم واهل الريب من
البيوت بعد المعرفة وفي الصحاح تقول اخرجت النعامة اخرجاجا واخراجت
اخرجاجا انتهى اخزيت - قال زهير ؎ انا ابن الذي لم يخزني في حياته +
ولم اخزه حتى تغيب في الرجم + وقال ابن ثابت ؎ فاخزاك ربي يا عتيب
بن مالك + ولقاك قبل الموت احدى الصواعق + أُعِدَّ أُعِدَّت - قال امرؤ القيس
؎ فظلت وظل الجون عيني بلبدة + كاني أُعِدّي عن جناح مهيض + وقال
النمري الحماسي ؎ وقمت الى برك هجان اعده + لوجبة حق نازل انا فاعله
وقال عنترة ؎ صبرا أعدّ وأكل اجروب بح + وبجيبة ذبلت وخفرحتاها +
وقال خالد ؎ لوجه صعيد مذ اتينا بجمعنا + فتحنا بلادا اعدها من بحر +
اخلق - قال تابط شرا ؎ ويجعل عينه ربية قلبه + الى سلة من حد اخلق
صائك + اهله اهلك - قال عنترة ؎ وصلت حبالي بالذي انا اهله + من
ودها وانا رخي المطول + وقال زهير ؎ الم تر ان الله اهلك تبعا + واهلك
لقمان بن عاد وعاديا + واهلك ذا القرنين من قبل ما ترى + وفرعون جبارا طغى والنجاشيا

أحق - قالت قيلة ابنة الحارث الحماسي ؎ والنصر اقرب من اسرت
قرابته + واحقهم ان كان عتق يعتق | أعجب - قال ابن ابي طالب القرشي ؎
ليس لبلية في ايامنا عجبا + بل السلامة فيها اعجب العجب | أعلم - قال زهير
؎ واعلم ما في اليوم والامس قبله + ولكنني عن علم ما في غد عم + وقال طرفة
؎ واعلم علما ليس بالظن انه + اذا ذل مولى المرء فهو ذليل | أحل - قال عنترة
احل به امس جنيدب نذره + فاي قتيل كان في غطفان + وقال ابن هرمة الحماسي
؎ اغشى الطريق بقبيتي ورواقها + واحل في نشر الربى فاقيم | أخطأنا - قال
زهير ؎ رأيت رجلا لاقى من العيش غبطة + واخطاؤه فيها الامور العظائم +
وقال عنترة ؎ وليتهما ماتا جميعا ببلدة + واخطأهما قيس فلا يريان + أغرقنا
قال في الصحاح غرق في الماء غرقا فهو غرق وغارق ايضا ومنه قول ابي النجم ؎
فاصبحوا في الماء والخنادق + من بين مقتول وطاف غارق + واغرقه غيره وغرقه
فهو مغرق وغريق وقال ابو الطيب ؎ فخل كفك تهمي اثن وابلها + اذا اكتفيت
والا اغرق البلد + وقال ايضا ؎ وجادوني بان يعطي واحوى + فاغرق نيله
أخذي سريعا | اعرضوا قال ابن ثابت ؎ فلما اعرضوا عما اعتمدناهم
وكان الحق وانكشف الغطاء | أحصن - قال تغلب ؎ احصنوا امهم من عبدهم
تلك افعال القزام الوكعة + اعتدنا - قال التميمي كما في الاتقان ؎ يا من عدى
ثم اعتدى ثم اقترف + ثم انتهى ثم ارعوى ثم اعترف + وقال البعيث بن حريث
الحماسي ؎ ويعتده قوم كثير تجارة + ويمنعني من ذلك ديني ومنصبي + وقال
الاخزين لعط الدئلي كما في سيرة الهشامي ؎ هم ظلمونا واعتدوا في
مسيرهم + وكانوا الذي لا انصاب اول قائل | اخوات ؎ وانك يا نعمان في
اخواتها + ناتين ما يأتينه جنفلا | احسن - قال النابغة ؎ ورب عليه

احسن صنعه + وكان له على البرية ناصر الله احسانا - قال زهير ــ رأى الله
بالاحسان ما فعلا بكم + فابلاهما خير البلاء الذى يبلو أعبد قال طرفة ــ
يلوم وما ادري على ما يلومني + كما لامني في الحي قرط بن اعبد + وقال فرزدق
ــ اولئك اخلاقي فجئني بمثلهم + وأعبدا ان اهجو كليبا بدارم وقال زيد
بن عمرو بن نفيل ــ ولكن اعبد الرحمن ربي + ليغفر ذنبي الرب الغفور + أهواء
قال عنترة ــ فمالت بي الاهواء حتى كانما + بزندين في جوفي من الوجد
قادح + أحب - قال امرء القيس ــ لعمري لسعد بن الضباب اذا غدا + احب
الينا منك فا فرس حمر + احياء - قال ابن ابيطالب القرشي ــ قد علم الاحياء
اني زعيمها + واني لدى الحرب العذيق المرحب + وفي الحماسة ــ لو كان يشكي
الى الاموات ما لقي + الاحياء بعدهم من شدة الكمد + وقال النابغة في خطبته
مخاطبا لعمرو بن الحارث في الثناء المسجع كما في العقد الثمين في دواوين الستة الجاهلين
الذي رتبها وليم بن الورد البروسي المسيحي في سنة ١٨٦٩ المسيحية واكرام الاحياء احياؤك
أعوذ - قال ابو طالب القرشي ــ اعوذ برب الناس من كل طاعن + علينا بسوء
او ملح بباطل + وقال ابو حندق الاسدي الحماسي وقيل انشد عبل ــ اعوذ
بالله من ليل يقربني + الى مضاجعة كالدلك بالمسد + أحكم قال النابغة ــ
احكم كحكم فتاة الحي اذ نظرت + الى حمام شراع وارد الثمد + أعظ قال في الصحاح
الوعظ النصح والتذكير بالعواقب تقول وعظه وعظا وعظة فاتعظ اي قبل الموعظة
يقال السعيد من وعظ بغيره والشقي من اتعظ به غيره انتهى وروى البخاري عن
علي بن عبد الله حدثنا سفيان حدثنا اسرائيل ابو موسى ولقيته بالكوفة جاء
الى ابن شبرمة فقال ادخلني على عيسى فاعظه أعين قال امرء القيس ــ
ليالي يدعوني الصبي فاجيبه + واعين من اهوى الي رواني + وقال ابو دهبل

في الازرق المخزومي ؎ ثوانحى غير مذموم واعيننا + لما تولى بدمع سائل سجم

اخاف قال جرير ؎ ابني حنيفة احكموا سفهاءكم + اني اخاف عليكم

ان اغضبا وقال ابن ثابت ؎ اخاف فجاءه الفراق ببغية + وصرف النوى

من ان تشت وتشعبا اعمال - قال طرفة ؎ فكيف يرجى المرء دهرا مخلدا + واعماله

عما قليل تحاسبه اسرع - قال النابغة ؎ ثوى لهند ولهند وقد + اسرع

في الخيرات منه امام وقال عنترة ؎ وعرفت ان منيتي ان تأتني + لا ينجني

منه الفرار الاسرع وقال زهير ؎ لا شيء اسرع منها وهي طيبة + نفسا بما

سوف ينجيها وترك استعجال - قال عنترة ؎ اذا استعجلوها عن سجية

مشيها + تتلع في اعناقها بالجحافل وقال القطامي ؎ واستعجلونا وكانوا

من صحابتنا + كما تعجل فراط الوراد اتخذ واتخذوه اتخاذ - قال كشاجم

اتخذ في خلة في لكراكي + اتخذ فيك خلة الوطواط وقال عمرو بن كلثوم التغلبي

؎ ترانا بارزين وكل حي + قد اتخذوا مخافتنا قرينا + وفي البخاري باب ما يكره

من اتخاذ المساجد على القبور انعمت - قال ورقة بن نوفل ؎ رشدت

وانعمت ابن عمرو وانما + تجنبت تنورا من النار حاميا وقال الشهرزوري ؎

حبتها افاعي الارض بطنها انعمت + عليها جياد الخيل بالرأس والفم اضعاف

قالت كبزة ام شملة الحماسي ؎ اذا ما اتاه وارد من ضرورة +

تولى باضعاف الذي جاء ظاميا وقال ابو الطيب ؎ يريد مخبره اضعاف

منظره + بين الرجال وفيها الماء والآل اكراه - قال لبيد ؎ احكموا الجنثي

من عوراتها + كل حرباء اذا اكره صل وفي البخاري باب من الاكراه كره وكره واحد

وفي الكفاية الاكراه هو في اللغة مصدر اكرهه اذا حمله على امر يكرهه ولا يريده

ابتغاء قال طرفة ؎ حبس في المحل حتى يفسحوا + لابتغاء المجد او ترك الفند

وقال بعيث بن حريث الحماسي ؎ ولست وان قربت يوما ببائع + خلاقي ولا ديني ابتغاء التحبب ‌ اصلاح ‌ قال ابن الرومی ؎ الدهر تفسده ما استطاع والمرء يتبع الافساد بالاصلاح + وقال السماوطي ؎ ان تنصروا الله ينصركم على مهم + حاز والضلال وحزتم هدى اصلاح ‌ اصحب ‌ قال عنترة ؎ اقل عليك ضرا من قريح + اذا اصحابه ذمروه سار ‌ وقال طرفة ؎ فلو كنت وغلا في الرجال لضرني + عداوة ذی الاصحاب والمتوحد + وقال زهير ؎ اصحاب زيد وايام لهم سلفت + من حارب واعد بواعنه بتنكيل ‌ اربعة ‌ قال ابن ثابت ؎ اذا تذكرته فاضت باربعة + عيني بدمع على الخدين مختنين ‌ اشهر ‌ قال النابغة ؎ قد عربت نصف حول اشهرا جددا + ليسفي على رحلها بالحيرة المور ‌ وقال الحجية ؎ يا واحد العصر ما بلده + محاسنها في الورى تذكر + جمي ما يراد في تصحيحها + وحقك اربعة اشهر + ‌ هذه ‌ قال امرؤ القيس ؎ وقال الا هذا صوار وغانية + وخبط نعام يراقی متفرق + وقال في ثمرات الاوراق التي هي ثمرات الفؤاد في بلاغة الصاحب بن عباد انه قيل له ما احسن السجع قال ما خف على السمع قيل مثل ذا قال مثل هذا ‌ اطعنا ‌ قال عباس بن مرداس ؎ اطعناك حتى اسلم الناس كلهم + وحتى صبحنا الجمع اهل يلملم ‌ وقال عبد الله بن رواحة ؎ اطعناه لم نعدله فينا بغيره + شهابا لنا في ظلمة الليل هاديا + و قال عمرو بن كلثوم ؎ وانا العاصمون اذا اطعنا + وانا العازمون اذا عصينا ‌ افرغ ‌ قال في المجمع والقاموس وغيرهما من كتب اللغة افرغه وافرغ علينا اصبب علينا واورده الحريري في مقاماته فكفى به ثبت اب يہاں حضرات اہل علم وفہم ملاحظہ فرماویں کہ بتوفیق اللہ وعونہ وتائیدہ وحسن حل عبارت علامہ تفتازانی اور جمیع الفاظ موردہ اعتراض کے شواہد مع علامات ونشانی لکھے گئے ہیں اب پادری صاحب اسکو قبول فرماویں والا اسکے خلاف میں

جو دلائل و ایرادات رکھتے ہون اُنکو صاف صاف تحریر کرین پھر ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوی
؏ یخبرک من شہد الوقائع اننی + اغشی الوغی واعف عند المغنم قولہ علمای محمدیہ
کی یہ عادت ہی کہ جب قائل و معقول و مغلوب ہوتے ہین تو عرب کے جنگل و کوہستان مین ماوی و ملجا اختیار
فرماتے ہین جب سوال کیا جاتا ہی تب فوراً عربی عبارت لکھدیتے ہین لہذا توقع کہ عبارت مع ترجمہ عام فہم مثل
بندہ تحریر فرمائین اقول ؏ دہنِ تنگ یار مین کیا گیا + تنگ ہو ہو کے ہی سمائی بات + اولاً صاحبان
بصیرت خصوصاً ماہران عبارت و عربیت پادری صاحب کی اس سوقی محاورہ قائل و معقول و مغلوب کو
ملاحظہ فرمائین جس سے بموجب البعرۃ تدل علی البعیر کے اُنکی قابلیت کا پتہ لگتا اور مبلغ معلومات
معلوم ہوتا ہی۔ ثانیاً ذرا انکی اس اقتراح و تمنا کو بھی ملاحظہ کرین کہ بموجب صلت اسدا و بلت فقدا
کے اعتراض کرنے کو تو قرآن پر طیار ہو گئے اور یہان ماوشما کی معمولی عربی عبارت سے بھی کانپنے لگے
ہیچ ہی ؏ کمر سے بڑھ چلے گیسوی یار قہر کیا + عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہی + ثالثاً بموجب ؏
خوشتر آن باشد کہ رازِ دلبران + گفتہ آید در حدیثِ دیگران + کے پادری صاحب نے یہ اپنا بلکہ اپنے
کمپونڈ و مشن کے لوگون کا حال لکھا ہی کہ جب کہین کسی ادنی مسلمان سے بند ہونے لگتے ہین تو گھڑی
دیکھ کر یہ کہتے ہوے چلتے ہوتے ہین کہ بس ٹائم ہو گیا ؏ کار زلفِ تست مشک افشانی اما عاشقان
مصلحت را تہمتی بر آہوی چین بستہ اند + آگیا چونکہ پادری صاحب کا حال کچھ پہلے سے بھی مجھے معلوم ہی اور
اُنکی اس اقتراح پر اور بھی خیال کر کے مین نے ہر ضروری عربی عبارت کا ترجمہ یا خلاصہ ہی لکھدیا ہی
اور باقی کو اُنکی قابلیت پر چھوڑ دیا ہی لیکن اسپر بھی اگر وہ نہ سمجھین تو پھر بھلا ہم کہانتک سمجھائے
جائین ؏ کیا چیز ہی عبارتِ رنگین مین شرحِ شوق + خط کی طرح طبیعتِ بستہ اگر کھلے۔ لیکن پادری صاحب
کا یہ فرمانا کہ مثل بندہ تحریر فرمادین اس مین مین مجبور ہون کیونکہ ؏ گر مصوّر صورتِ آن جانِ جان
خواہد کشید + حیرتی دارم کہ نازش را چسان خواہد کشید + قولہ صفحہ ۱۹ سطر ۱ ان الاخراج من الحلق
الی الشفۃ ایسر من ادخالہ من الشفۃ الی الحلق حروف حلقی کا خارج ہونا حلق سے شفت کی طرف
اسہل ہی یعنی فصیح ہی بنحو علم اور حرف شفتی کا داخل ہونا شفت سے حلق کی طرف ضیق و متعسر ہی

یعنی ثقیل نحو بلغ سورۂ یوسف ع منع بضع وجهه سورة البقرة ع فاقع منع فتح واسع
منافع وجوه سورة النساء مسمع بليغا متاع وجوها مضاجع سورة الحج ع مقطوع
فاصفح سورة الانعام مستودع بديع وسع مرجع بلغ مفاتح اقول مطول کی عبارت
سے جو امر ثابت ہوتا ہی وہ اوپر بیان کردیا گیا کہ فصاحت وغیر فصاحت اخراج من الحلق الی الشفة وبعکسہا
پر موقوف نہین ہی بلکہ یہ ایک امر ذوقی ہی اسلیے اسکا حوالہ اُسی پر کرنا اولی ہی فتذکر باقی ان الفاظ
موردہ کے شواہد کا دکھلانا باقی ہی تو لیجیے ہم اُسے بھی دکھلائے دیتے ہین وهو هذا بلغ
قال عمرو بن كلثوم ؎ اذا بلغ الفطام لنا صبي + تخر له الجبابر ساجدينا +
بديع قالت امرأة من بني مخزوم الحماسي ؎ ان تسألي فالمجد غير البديع +
قد حل في تيم ومخزوم + وقال غانم بن عياض ؎ لا اقسم بخالق الارض والسماء
وما فيما معناها البديع وما يضع بضع - قال زهير ؎ وما عند شلو بحجل
يطير حوله + وبضع لحام في اهاب مقدد + وجه وجوه - قال طرفة ؎ يسير
بوجه الهتف والعيش جمعه + وتمضي على وجه البلاد كتائبه + قال عنترة
؎ والخيل ساهمة الوجوه كانما + تسقي فوارسها نقيع الحنظل + فاقع - قال ابن
ثابت ؎ اعبد هجين احمر اللون فاقع + موتر عليا القفاء قطط جعد + منع - قال
ابو القمقام الاسدي الحماسي ؎ لو كنت املك منع مابك لم يذق + ما في
فلاتك ما جئت لئيم + فتح - قال عمار بن ياسر ؎ فوحق من اهدى الينا نصره
من كل فتح مبعد وقريب + وقال خنزر بن ارقم الحماسي ؎ فما فتح الاقوام من باب
سوءة + بني قطن الا وانتم شهودها + واسع قال النابغة ؎ فانك كالليل الذي
هو مدركي + وان خلت ان المنتأى عنك واسع + وقال زيد بن عمر ؎ ان الاله
عزيز واسع حكم + بكفه الضر والباساء والنعم + وقال البحتري ؎ الا يكن ذنب
فعدلك واسع + او كان لي ذنب فعفوك اوسع + منافع - قال المرزبان ؎

وجئنا الى مصر وكانت حصينة + وكان لاهل الكفر فيها منافع - وقال ابو الطيب
ع منافعها ما ضر في نفع غيرها + تغذى وتروى ان تجوع وان تظمأ - مسمع قال
عصام بن عبيد الزماني ع ابلغ ابا مسمع عني مغلغلة + وفي العتاب حياة بين
اقوام + وفي الصحاح قال الشاعر ع نعدل ذا الميل اذا رامنا + كما عدل الغرب بالمسمع
بليغا - قال ابن خشاب ع او مثلوا الفظا بليغا كنت معناه وما الالفاظ
غير تراجم + وقال ابو الطيب ع وكثير من الشجاع التوقي + وكثير من البليغ السلام
متاع - قال المشعث كما في الصحاح ع تمتع يا مشعث ان شيئا + سبقت به
الممات هو المتاع - وقال ابو تمام كما في المثل السائر ع نعم متاع الدنيا حباك
بها + اروع لا جيد ولا خيس + وقال قطري بن الفجاءة الحماسي ع وما للمرء خير
في حيوة + اذا ما عد من سقط المتاع + مضاجع - قال ابن رواحة كما في البخاري
ع يبيت يجافي جنبه عن فراشه + اذا استثقلت بالمشركين المضاجع + وقال
يزيد بن الحكم الكلابي ع فلما بلغنا الامهات وجدتم + بني عمكم كانوا كرام المضاجع
وقال مقيس بن صبابة ع وكانت هموم النفس من قبل قتله + تلم فتحميني وطاء المضاجع
وقال امرء القيس ع لتقتلني والمشرفي مضاجعي + ومسنونة زرق كانياب
اغوال + مقطوع - قال ابن ثابت ع وان سيمنعهم مما نووا حسب + ان يبلغ
المجد والعلياء مقطوع - فاصفح - قال ابن ثابت ع ابلغ ربيعة وابن امه
نوفلا + اني مصيب لعظوان لم اصفح + وقال ارطاط بن شهية المري الحماسي ع
عن الدهر فاصفح انه غير معتب + وفي غير من قد وارت الارض فاطمع + مستودع
قال ابن زيابة التيمي الحماسي ع والدرع لا ابغي بها ثروة + كل امرء مستودع
ماله + وقال ابن ابي طالب القرشي ع وانما امهات الناس وعية مستودعات
وللاحساب اباء + وسع - قال عبد العزيز بن زرارة الكلابي الحماسي ع وسع

يمدك ماء اللحم تقسيمه + واكثر الشواب ان لو يكثر اللبن + وسع يد وتلفت حول حاضره
ان الكريم الذي لو يخلد القطن + مرجم قال عنترة ؎ كان وقوف مرجم مرفقيه +
توارثها منازيع السهام + قال زهير ؎ ومرجمها اذا اخرن انقلينا + نسيف البقل
واللبن الحقين مفانح - قال زيد ؎ ولو اشاء لقلت ما + عندي مفاتحه وبابه
قوله تنتشرون - تشركون - تسرفوا - ان مین ش س تا وراء کے درمیان ہین اس
سبب سے یا الفاظ قرآنی حسب رای خلخالی اشد ثقیل ہین ۲ اقول اولاً خلخالی طبقہ اولی کا کوئی
فصیح وشاعر نہین ثانیاً یہ فقط خلخالی کا زعم ہی ثالثاً خلخالی نے بھی یہ لفظ مستشزرات مین زعم کیا ہے
اور وہ بھی مدفوع ہی کما في شرح المختصر المعاني وزعم بعضهم (هو الخلخالي كما في الحلبي)
ان منشأ الثقل في مستشزرات هو توسط الشين المعجمة التي هي من المهموسة
الرخوة بين التاء التي هي من المهموسة الشديدة والزاء المعجمة التي هي من المجهورة
ولو قال مستشرف لزال ذلك الثقل وفيه نظر لان الراء المهملة ايضا من المجهورة
انتهى رابعاً عرب عربا کے شعرا وفصحا کے کلام مین ہم انکے نظائر وشواہد بھی دکھلادیتے ہین پھر
باوجود اسکے بھی اگر کوئی منکر ہو تو اُس سے منکر ونکیر کے سوا اور کون سمجھ سکتا ہی **قال طرفة** ؎
ومازال تشرابي الخمور ولذتي + وبيعي وانفاقي طريفي ومتلدي **وقال سعد**
بن ناشب الحماسي ؎ ولم يستشر في رأيه غير نفسه + ولم يرض الا قائم السيف
صاحبا **وفى الحماسة** ؎ فالرشد في ان تشتروا بنعيمكم + بؤسا ولا ان تشربوا
الماء بالدم **وفيه ايضاً** ؎ اذا انت لم تشرك رفيقك في الذي + يكون قليلا لم تشاركه
في الفضل **قال طرفة** ؎ كيف ارجو حبها من بعدها + علق القلب بنصب مستسر +
وقال مسلم بن الوليد الحماسي ؎ قبر بحلوان استسر ضريحه + خطر اتقاصر دونه
الاخطار **قوله** اجتماع دو حرف یک جنس سے دو لفظ مین موجب ثقل ہی نحو تخافون نشوزهن
سورة النساء سورة البقرة نحن نسبح طعام مسكين يحل لهن نحل له ويحب المتطهرين نساؤكم

یحل لکم فی ایام معدودات سورۃ الانعام حق قدرہ نحن نرزق سورۃ التوبۃ ع نحن نتربص
سورۃ ہود ع جاء امرنا اظلم ممن نعلم مستقرہا سورۃ عبس شاء انشرہ سورۃ الحجر ع نحن
نزلنا سورۃ الصّٰفّٰت ع مقام معلوم سورۃ یٰس ع قوم مسرفون نحن نحیی امام مبین سبع
عجاف قوم مسحورون واضح راے عالی ہو کہ الفاظ قرآنی مسطورۃ الصدر فصحا و بلغا کے نزدیک
ثقیلہ ہین اقول پادری صاحب کو لازم تھا کہ کسی فصیح و بلیغ کا نام لکھتے اور اُسکی وجہ و دلیل بیان کرتے
والّا دعوی بے دلیل قبول خرد نہین پس چونکہ ایسے الفاظ باین حیثیت و نظم خاص فصحاے متقدمین
و بلغاے محققین کے نزدیک بلا نکیر فصیح ہین لہذا بجز انکے شواہد دکھلا دینے کے ہم اور کچھ زیادہ
کاوش کرنا مناسب نہین سمجھتے اور جاننا چاہیے کہ اول تو ان الفاظ مین سے بعض کی نشان دہی
مین پادری صاحب نے غوطہ کھایا ہی اور پھر سب لفظون کو بلا ترتیب سُور غیر مرتب لکھا ہی اسلیے بنظر
آسانی پہلے ہم اُنکو بترتیب الجید لکھتے ہین اور اُسکے بعد عرب عربا کے فصحا و بلغا کے قصائد و اشعار
مین اُنکے شواہد دکھلاتے ہین وہو ہذا ع جاء امرنا ۔ شاء انشرہ ۔ قال زہیر ؎
وما یک من خیر اتوہ فانما ✝ توارثہ اباء اباہم قبل ✝ وقال ایضا ؎ فان لکم ما قط
غاشیات ✝ لیوم اضر بالرؤساء ابر ✝ وقال امرء القیس ؎ وماء اسن نزلت علیہ
کان مناخہا ملقی الحمام ✝ ع سبع عجاف ۔ قال النابغۃ ؎ فالان فاسم
یا قوم غدرتہم ✝ بنی ضباب ودع عنک ابن سیار ✝ وقال ایضا ؎ لک الخیران
وارث بک الارض واحدا ✝ واصبح جد الناس یطلع عاثرا ق حق قدرہ قال زہیر
؎ لیأتینک منی منطق قذع ✝ باق کما دنس القبطیۃ الودک ✝ ل یحل لہ تحل لہ
یحل لکم قال زہیر ؎ فتغلل لکم ما لا تغل لاہلہا ✝ قری بالعراق من قفیز و درہم
الی معشر لم یورثوا اللوم جدہم ✝ اصاغرہم وکل فحل لہم نحل ✝ سئمت تکالیف الحیوۃ
ومن یعش ✝ ثمانین حولا لا ابا لک یسأم ✝ م ایام معدودات اظلم ممن امام مبین
طعام مسکین قوم مسحورون قوم مسرفون مقام معلوم یعلم مستقرہا قال طرفۃ

؎ فما ذنبنا في ان اداءت خصالكم + وان كنتم في قومكم معشر ادراء × قال زهير ؎
غشيت ديارا بالبقيع فثهمد × دوارس قد اقوين من ام معبد + اُريت بها الارواح كل
عشية فلم يبق الا آل الخيم منضد ايضاً ؎ ثم استمروا وقالوا ان مشربكم ماء بشرقي سلمى
فيد او ركك + ايضاً ؎ يعز منه مامور مطيع وامر + مطاع فلا يلقى لحزمهم مثل ايضاً ؎
ومالن اري نفسي تقيها كريهتي + ومالن تقي نفسي كرائم ماليا وقال النابغة ؎
وبغاحور رجال ثيث بنهنه + كالكرم مال على الدعام المسند + ولا ارى فاعلا في الناس
يشبهه + ولا احاشي من الاقوام من احد وقال علقمة ؎ ومطعم الغنم يوم الغنم
مطعمه + اني توجه والمحروم محروم + لو يسيرون بخيل قد يسرت بها + وكل ما
يسر الاقوام مغروم وقال عنترة ؎ المال مالكم والعبد عبدكم + فهل عذابك
عني اليوم مصروف ن تخافون نشوزهن نحن ننبح يحب المتطهرين نساؤكم نحن نرزق
نحن نتربص نحن نزلنا نحن نحي قال طرفة ؎ حين نادى الحي لما فزعوا + ودعى الداعي
وقد لج الذعر + ايضاً ؎ ففي لايكن هذا العلة وصلنا + لبين ولا اذا خطنا من نوى الك
قال عنترة ؎ فلو ارحيا صابر وامثل صبرنا + ولا كافحوا مثل الذين نكافح قال
زهير ؎ الم تر النعمان كان بنجوة + من الشر لو ان امرء كان ناجيا قال علقمة ؎
اذا شاب رأس المرء او قل ماله + فليس له من ودهن نصيب ايضاً ؎ وفي كل حي قد خبطت
بنعمة + فحق لشاس من نداك ذنوب وقال امرء القيس ؎ سألت بهن نطاع في ارادا الضحى
والامعزان وسالت الادواء + وقال النابغة ؎ افول والنجم قد مالت اواخره +
الى المغيب تبين نظره حار + ايضاً ؎ ونحن نرجي الخلد ان فاز قدحنا + ونرهب قدح الموت
اذ جاء قاهرا + قوله اہل اسلام کا دعویٰ ہے کہ سورۃ الکوثر افصح ہے منظر ہو کہ اعطینا بسبب
قرب المخارج اور انحر بسبب بعد المخارج اور صل لربک بسبب اجتماع دو حروف ایک جنس سے
ثقیل ہیں اقول اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ سورۃ الکوثر بلکہ قرآن کا ہر جملہ و لفظ افصح ہے کما قال

العلامة السیوطي في الاتقان لو اجتمع فصحاء العالم وارادوا ان یترکوا هذه اللفظة ویأتوا
بلفظ یقوم مقامها في الفصاحة لیعجزوا عن ذلك وقد مران کتاب الله سبحانه لو نزعت
منه لفظة ثم ادیر لسان العرب علی لفظة احسن منها لو یوجد یعنی اگر تمام جہان کے فصحا
مجتمع ہون اور یہ چاہین کہ قرآن کے ایک لفظ کو چھوڑ دین اور اُسکے قائم مقام فصاحت مین کوئی
دوسرا لفظ لاوین تو اس سے عاجز ہو جاوینگے اور یہ بیان اوپر گذر چکا کہ قرآن شریف سے اگر کوئی
لفظ نکالکر زبان عرب کے سب لفظون مین پھرایا جاے تو اُس سے بہتر کوئی لفظ نہ ملیگا - اور قرب المخارج
و بُعد المخارج اور اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق بھی اوپر ہو چکی اور ان سب کے لیے عرب عربا
کے اشعار و قصائد مین شواہد و نظائر بھی دکھلا دیے گئے پس ان حیثیات سے کوئی لفظ ثقیل و غیر فصیح
نہین ہی پھر باوجود اسکے پادری صاحب کا یہ فرمانا بناء فاسد علی الفاسد قائم کرنا ہی کما لا یخفی ہان اسکے
سوا اگر کوئی دوسری وجہ ہو تو پادری صاحب اُسے بیان کرین اور ہمسے جواب لین اور بالخصوص اگر
ان الفاظ ثلاثہ کی بھی شواہد چاہتے ہین تو ملاحظہ فرمائین **اعطینا** قال في ثمرات الاوراق في اجواد
الاسلام فمنهم الحکم بن اخطب قیل سأله اعرابي فاعطاه خمس مائة دینار فقال له لعلك
استقللت ما **اعطیناك** **وقال بجیر بن ظهیر** ؎ واعطینا رسول الله منا + مواثقنا
علی حسن التصافي **وقال زهیر** ؎ وانك **اعطیتني** غر الغنی + حمدت الذي اعطیك
من غمر الشکر **فصل لربك** **قال عباس بن مرداس السلمي** ؎ بان محمدا عبد رسول لرب لا یضل ولا
یجور **وقال عنترة** ؎ ومکروب کشفت الکرب عنه + بطعنة **فیصل** لما دعاني **وقال امرء القیس** ؎ ا
او جدول في ظلال نخل للماء من تحته مجال + **انحر في القاموس** قال اعرابي في حجرة ما لحض
من ابلي فانحروه انتهی **قوله** امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزان کیے
جب آیت وَقِیلَ یَا اَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَیَا سَمَاءُ اَقْلِعِي وَغِیضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ
عَلَی الْجُودِيِّ نازل ہوئی تب شہرہ فصاحت امرء القیس آخر ہوا **اقول** اسمین کوئی شبہ نہین کہ جب
یہ آیت شریفہ اور اسکے سوا قرآن شریف کی اور اور آیات منیفہ نازل ہوئین تب امرء القیس وغیرہ

تمامی شعرا و فصحا و بلغا عرب عربا کا شہرہ فصاحت و بلاغت ٹھنڈا ہوا اور اُن سب کا کلام پھیکا پڑ گیا
کما نقل من الولید بن المغیرۃ الذی کان فی غمرات عداوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واطفاء
انوار اللہ تعالی ما فیکم رجل اعلم بالشعر منی لا برجزہ ولا بقصیدہ ولا باشعار الجن واللہ
ما یشبہ الذی یقول شیئا من ہذا وواللہ ان لقولہ الذی یقول حلاوۃ وان علیہ لطلاوۃ
وانہ لمنیر اعلاہ مغدق اسفلہ وانہ لیعلو وما یعلی وانہ لیحطم ما تحتہ انتہی ولا یخفی ما وقع
لجبیر بن مطعم انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بالمغرب بالطور قال فلما بلغ ہذہ الآیۃ
اَمْ خُلِقُوا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ہُمُ الْخَالِقُوْنَ الی قولہ الْمُصَیْطِرُوْنَ کاد قلبی ان یطیر وقد صح انہ لما
قرأ جعفر رض علی النجاشی واصحابہ ما زالوا یبکون حتی فرغ انتہی ہکذا فی الاتقان والشفاء
وغیرہ لیکن پادری صاحب کا یہ کہنا کہ امرء القیس نے سات قصیدے کعبے کے دروازے پر آویزاں کیے
خلاف تحقیق ہے دیکھیے فوائد شرح معلقات زوزنی میں لکھا ہے قال ابن الکلبی فاول شعر علق فی الجاہلیۃ
شعر امرء القیس علق علی رکن من ارکان الکعبۃ ایام الموسم حتی نظر الیہ ثم احدر فعلقت
الشعراء ذلک بعدہ انتہی **قولہ** منکشف ہو کہ ابلعی و اقلعی یہ دونوں بسبب بعد المخارج ثقیل ہیں
یا سماء اقلعی تو از حد ثقیل ہے **اقول** قرب المخارج و بعد المخارج و اجتماع الحرفین من جنس واحد کی تحقیق
اوپر گذر چکی اور اُسمیں اچھی طرح دکھلا دیا گیا کہ ان حیثیات سے کوئی لفظ غیر فصیح و ثقیل نہیں ادر پھر دیکھیے
عرب عربا کے فصحا و بلغا کے کلام میں بھی یہ لفظین وارد ہیں **اَبلعی** قال فی الصحاح بلع بلعت الشیء
بالکسر وابتلعتہ بمعنی وابلعتہ غیری وسعد بلع من منازل القمر وہما کوکبان متقاربان
زعموا انہ طلع لما قال اللہ تعالی یا ارض ابلعی ماءک وفی حل لغات الحریری ابلاع نیو
فرو خوردن یقال ابلعنی بریقی اذا الطب المہملۃ **اقلعی** فی البخاری کان بلال اذا اقلع
عنہ یرفع عقیرتہ وقال عباس بن مرداس کما فی سیرۃ ابن ہشام سے ولیوم حنین
کان قبل لدی حنین ۔ فاقلع والدماء بہ تعود اور ائمہ ادب و ماہران لغات عرب و علمای
معانی والبیان و مفسرین والاشان نے تو ان دونوں لفظوں کی فصاحت و بلاغت بما لا مزید علیہ

اقلعی ... [illegible]

لکھی ہی حتی کہ بالخصوص اس آیت شریف کو بلاغت مین بے نظیر قرار دیا ہی چنانچہ امام فخر الدین رازی
اپنی کتاب مفاتیح الغیب مین لکھتے ہین اعلم ان المقصود من ھذا الکلام وصف اخر
لواقعة الطوفان فکان التقدیر انہ لما انتہی امر الطوفان قیل کذا وکذا یَا اَرضُ ابْلَعِي
مَاءَكِ يقال بلع الماء يبلعه بلعا او اشربه وابتلع الطعام ابتلاعا اذا لم يمضغه
وقال اهل اللغة الفصيح بلع بكسر اللام يبلع بفتحها وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِي يقال اقلع الرجل
عن عمله اذا كف عنه واقلعت السماء بعد ما مطرت اذا امسكت وَغِيضَ الْمَاءُ يقال
غاض الماء يغيض غيضا ومغاضا اذا نقص وغضته انا وهذا من باب فعل الشيء وفعلته
انا ومثله جبر العظم وجبرته وفغر الفم وفغرته وذلع اللسان وذلعته ونقص الشيء
ونقصته فقوله وَغِيضَ الْمَاءُ اى نقص وما بقي منه شيء واعلم ان هذه الاٰية مشتملة
على الفاظ كثيرة كل واحد منها دال على عظمة الله تعالى وعلو كبريائه انتهى اور قاضی
عبد الله بن عمر الشافعی نے انوار التنزیل مین لکھا ہی والاٰية في غاية الفصاحة لفخامة لفظها
وحسن نظمها والدلالة على كنه الحال مع الايجاز الخالي عن الاخلال وايراد الاخبار
على البناء للمفعول دلالة على تعظيم الفاعل وانه متعين في نفسه مستغن عن ذكره
اذ لا يذهب الوهم الى غيره للعلم بان مثل هذه الافعال لا يقدر عليه سوى الواحد
القهار انتهی اور علامہ نسفی مدارک التنزیل مین اس آیت کے اور اور نکات و فوائد کو بیان کرکے تحریر
فرماتے ہین فاعتبروا من جهة الفصاحة المعنوية وهي كما ترى نظم للمعاني لطيف
وتادية لها ملخصة مبنية لا تعقيد يعثر الفكر في طلب المراد ولا التواء يشبك
الطريق الى المرتاد ومن جهة الفصاحة اللفظية فالفاظها على ما ترى عربية مستعملة
سليمة عن التنافر بعيدة عن البشاعة عذبة على العذبات سلسلة على الاسلات
كل منها كالماء في السلاسة وكالعسل في الحلاوة وكالنسيم في الرقة ومن ثم اطبق
المعاندون على ان طوق البشر قاصر عن الاتيان بمثل هذه الاٰية ولله در شان التنزيل

لا يتامل العالم آية من آياته الا ادرك لطائف لا يسع الحصر ولا تظنن الآية مقصورة
على المذكور فلعل المتروك اكثر من المسطور انتهى وهكذا في الكشاف وغيره من التفاسير
وقال العلامة السيوطي في الاتقان في بيان حسن النسق هو ان يأتي المتكلم بكلمات متتاليات
معطوفات متلاحمات تلاحما سليما مستحسنا بحيث اذا افردت كل جملة منه قامت
بنفسها واستقل معناها بلفظها ومنه قوله تعالى وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ الآية
فان جملة معطوفة بعضها على بعض بواو النسق على الترتيب الذي تقتضيه البلاغة
من الابتداء بالاهم الذي هو انحسار الماء عن الارض المتوقف عليه غاية مطلوب
اهل السفينة من الاطلاق من سجنها ثم انقطاع مادة السماء المتوقف عليه تمام ذلك
من دفع اذاه بعد الخروج ومنع اختلاف ما كان بالارض ثم الاخبار بذهاب الماء بعد
انقطاع المادتين الذي هو متاخر عنه قطعا ثم بقضاء الامر الذي هو هلاك من قدر
هلاكه ونجاة من سبق نجاته واخر عما قبله لان علم ذلك لاهل السفينة بعد خروجهم
منها وخروجهم موقوف على ما تقدم ثم اخبر باستواء السفينة واستقرارها المفيد
ذهاب الخوف وحصول الامن من الاضطراب ثم ختم بالدعاء على الظالمين لافادة
ان الغرق وان عم الارض فلم يشمل الا من استحق العذاب لظلمه انتهى اور اظهار الحق مين
لكها هو كه عتبه نے جب نبی صلی الله علیه وسلم سے سورهٔ حم فُصِّلَتْ سنی تو اپنی قوم سے جاکر یه کها والله
لقد كلمني بكلام ما سمعت اذناي بمثله قط فما دريت ما اقول له وذكر ابو عبيدة ان اعرابيا
سمع رجلا يقرع فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ فسجد وقال سجدت لفصاحته وسمع رجل اخر من
المشركين رجلا من المسلمين يقرع فَلَمَّا اسْتَيْأَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا فقال اشهد ان مخلوقا
لا يقدر على مثل هذا الكلام وحكى الاصمعي جارية فصيحة قالت او بعد فصاحة بعد
قوله تعالى وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ
وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ فجمع في آية واحدة

بین امرین ونهیین وخبرین وبشارتین وفی حدیث اسلام ابی ذر قد وصف اخاه
انیسا فقال والله ما سمعت باشعر من اخی انیس لقد ناقض اثنی عشر شاعرا فی الجاهلیة
انا احدهم وانه انطلق الی مکة وجاءنی قلت فما یقول الناس قال یقولون شاعر کاهن
ساحر ثم قال لقد سمعت ما قال الکهنة فما هو بقولهم ولقد وضعته علی اقراء
الشعر فلم یلتئم علی لسان احد بعدی انه شعر وانه لصادق وانهم لکاذبون وقد حکی
ان ابن المقفع طلب معارضة القرآن وشرع فیه فمر بصبی یقرء وَقِیلَ یٰاَرْضُ ابْلَعِی مَاءَکِ
فرجع فمحی ما عمل وقال اشهد ان هذا لا یعارض وما هو من کلام البشر وقد مر ما وقع
لیحیی بن حکیم الغزال بلیغ الاندلس بس اب دیکھنا چاہیے کہ جن لفظون کو فصحاے اہل لسان و بلغاے
والاشان سہل و عذب قرار دیتے ہین اُنکو یہ پادری صاحب ثقیل کہتے ہین اور جس آیت کو یہ حضرات
بابرکات نمونہ فصاحت و عنوان بلاغت سمجھتے ہین اُسکو یہ حضرت غیر فصیح ٹھہراتے ہین پس اس صورت
مین بجز اسکے اور کیا کہا جاسکتا ہے کہ پادری صاحب اپنے چھوٹے منھ سے بڑی بات نکالکر اپنا اعتبار کھوتے
ہین اور بفحواے س؎ واذا اتتک مذمتی من ناقص + فهی الشهادة لی بانی کامل + کے
قرآن پاک کی اور عظمت و شان بڑھاتے ہین سبحان اللہ ع بگڑنے پر بھی زلف اُسکی بنا کی + **قوله**
اخذ الالواح - افْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ
وَلَدًا سُبْحَانَهٗ یہ عبارت قرآنی بسبب قُرب المخارج وبُعد المخارج وادخال حرف شفتی بطرف حلق واجتماع
دو حرف یک جنس سے ثقیلہ ہین **اقول** اوپر مع الشواهد والنظائر دکھلا دیا گیا کہ ان وجوہ ثلثہ سے کوئی
لفظ ثقیل ہے اور نہ کوئی آیت و جملہ غیر فصیح پس پادری صاحب اپنی اس پُرانی تان کو چھوڑین اور اگر ممکن ہو
کوئی دوسرا راگ چھیڑین ورنہ ع گرم تا کے بماند این بازار + ؎ در مکرر بستن مضمون رنگین لطف نیست
گم دہد رنگ ار کسی بند حناے بستہ را + **قوله** عبارت قرآنی فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَا لَا
تُبْصِرُوْنَ کلام ابی جہل قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ کلام عقبہ بن ابی معیط قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ
یہ تینون عبارت باہم مساوی مندرجہ قرآن ہین **اقول** پادری صاحب کو اپنے اس قول کا مخرج

صحیح بھی لکھنا ضرور تھا تاکہ تصحیح نقل کرکے اسکی تنقیح و تنقید کی جاتی اور پھر بصورت تسلیم اسمین قرآن کا کیا نقصان ہی کیونکہ اعجاز قرآن فقط اسطقسات کلمات و عناصر عبارات ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہی بلکہ اس تالیف خاص و نظم بالاختصاص کے ساتھ مختص ہی کما قال فی المثل السائر واعلم ان تفاوت التفاضل یقع فی ترکیب الالفاظ اکثر مما یقع فی مفرداتها لان الترکیب اعسر واشق الا تری ان الفاظ القرآن الکریم من حیث انفرادها قد استعملتها العرب ومع ذلک فانه یفوق جمیع کلامهم ویعلو علیه ولیس ذلک الا لفضیلة الترکیب وهل تشک ایها المتامل لکتابنا هذا اذا فکرت فی قوله تعالی وَقِيلَ يَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْمَاءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَقِيلَ بُعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ انک لم تجد ما وجدته لهذه الالفاظ من المزیة الظاهرة الا لامر یرجع الی ترکیبها فانه لم یعرض لها هذا الحسن الا من حیث تلاقت الاولی بالثانیة والثالثة بالرابعة وکذلک الی اخرها فان ارتبت بذلک فتامل هل تری لفظة منها لو اخذت من مکانها وافردت من بین اخواتها کانت لابسة من الحسن ما لبسته فی مواضعها من الایة ومما یشهد بذلک ویؤیده انک تری اللفظة تروقک فی کلام اخر فتکرهها وهذا ینکره من لم یذق طعم الفصاحة ولا عرف اسرار الالفاظ فی ترکیبها وانفرادها انتهی اور اظهار الحق مین لکھا ہی فان قیل ان فصحاء العرب لما کانوا قادرین علی التکلم بمثل مفردات السورة ومرکباتها القصیرة کانوا قادرین علی الاتیان بمثلها قلت هذه الملازمة ممنوعة لان حکم الجملة قد یخالف حکم الاجزاء الا تری ان کل شعرة شعرة لا یصلح ان یربط بها الفیل او السفینة واذا سوی من الشعرات حبل متین یصلح ان یربط بهذا الحبل الفیل والسفینة ولانها لو صحت لزم ان یکون کل احاد العرب قادرا علی الاتیان بمثل قصائد فصحائهم کامرء القیس واضرابه انتهی اور اتقان مین لکھا ہو اما الاعجاز المتعلق بفصاحته وبلاغته فلا یتعلق بعنصره الذی

هو اللفظ والمعنى فان الفاظه الفاظهم قال تعالى قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ولا
بمعانيه فان كثيرا منها موجود في الكتب المقدمة قال تعالى وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ وما في القرآن
من المعارف الالهية وبيان المبدء والمعاد والاخبار بالغيب فاعجازه ليس براجع الى القرآن من حيث
هو قرآن بل لكونها حاصلة من غير سبق تعليم وتعلم ويكون الاخبار بالغيب اخبارا بالغيب سواء
كان بهذا النظم وبغيره موردا بالعربية او بلغة اخرى بعبارة او اشارة فاذن بالنظم المخصوص
صورة القرآن واللفظ والمعنى عنصره وباختلاف الصور يختلف حكم الشيء واسمه لا بعنصره
كالخاتم والقرط والسوار فانه باختلاف صورها اختلفت اسماؤها لا بعنصرها الذي الذهب والفضة
والحديد فان الخاتم المتخذ من الذهب ومن الفضة ومن الحديد يسمى خاتما وان كان العنصر مختلفا
وان اتخذ خاتم وقرط وسوار من ذهب اختلفت اسماؤها باختلاف صورها وان كان العنصر
واحدا قال فظهر من هذا ان الاعجاز المختص بالقرآن يتعلق بالنظم المخصوص وفيه انما يقوم الكلام
بهذه الاشياء الثلثة لفظ حامل ومعنى به قائم ورباط لهما بالنظم واذا تاملت القرآن وجدت
هذه الامور في غاية الشرف والفضيلة حتى لا ترى شيئا من الالفاظ افصح ولا اجزل ولا اعذب
من الفاظه ولا ترى نظما احسن تاليفا واشد تلاؤما وتشاكلا من نظمه واما معانيه فكل
ذي لب يشهد له بالتقدم في ابوابه والترقي الى اعلى درجاته وقد توجد هذه الفضائل
الثلث على التفرق في انواع الكلام فاما ان توجد مجموعة في نوع واحد منه فلم توجد الا في
كلام العليم القدير جل شانه واعز سلطانه انتهى وهذا اوان الاختتام بعون الله الملك العلام
وقد تشرف بكتابتها العبد المذنب الراجي الى رحمة الله ابو محمد عبد الله غفر له الله ووفقه
بما يحب ويرضاه واوصله الى غاية ما يتمناه في يوم العشرين من شعبان ١٣٠٨ سنة من الهجرة
النبوية عليه الصلوة والتحية وكان هذا في كلكتة المحمية واضح ہو کہ جب مین اس رسالے کا
جواب لکھ چکا تو مجھے پادری صاحب کا ایک اور گمنام رسالہ ملا جس مین اُنھون نے بزعم خود منقلہ کا جواب
لکھا اور قرآن شریف پر بھی اور کچھ اعتراض کیا ہے اسلیے مناسب معلوم ہوا کہ اسمین اُسکی بھی خبر لیجاے

تاکہ یہ پادری صاحب کا پورا جواب ہو جا فہو ہذا۔ **قولہ** فرمائیے کہ قرآنِ عثمان مدینے مین کہان سے
آکے موجود ہوا **اقول** جہالتسے آپنے خود اپنے رسالے کے صفحہ ۹ و ۱۰ مین انھین حضرت عثمان رضؓ کے حال
مین تحریر فرمایا ہی کہ سات جلد قرآن لکھوا کے ایک مکّہ کو ایک یمن اور ایک بحرین اور ایک بصرہ اور ایک کوفہ اور ایک
شام کو بھیجی اور ایک جلد مدینے مین رکھی تہیں سے مکرتے کیون ہو صاحب نامہ یہ حاضر ہے دیکھو تو ✤ کہ خط ملتا ہی کسکا
اور عبارت کسکی ملتی ہی ✤ ہر کس از دستِ غیر نالہ کند ✤ سعدی از دستِ خویشتن فریاد ✤ **قولہ** شانے کا
گوشت کانپتا تھا **اقول** اس واقعے مین لفظ فواد یا بوادر واقع ہی اور ان دونون کے معنی گوشت شانہ
ہرگز نہین من ادعیٰ فعلیہ البیان بالحجۃ والبرہان **قولہ** یحسب یحسبون تحسبون یخصمون
لیکونا لاوصلبن **وقولہ** صفحہ ۲۵ لاتحسبن لایحسبن کس باب سے ہین کیونکہ یہ سب صیغے قرآن
مجید مین خلاف قاعدہ صرف مندرج ہین **وقولہ** صفحہ ۲۸ اصّدق کسکا صیغہ ہے **اقول**
سفلہ مین لکھدیا گیا تھا کہ ان صیغون کے ابواب وغیرہ ادنیٰ طلبا بھی جانتے ہین ہان یخصمون
ولیکونا مین چونکہ باعتبار ان طلبا کے ذرا دقّت تھی اسلیے انکی تعلیل و توجیہ بھی لکھدی گئی جیسے اصّدق
کے لیے لکھا جاتا ہی کہ اصل مین اتصدق تھا مطابق قاعدۂ مشہورہ تا کو صاد سے بدل کر صاد کو صاد
مین ادغام کیا پس باوجود اسکے بھی جو پادری صاحب وہی صیغے گردانے جاتے ہین تو انکی خدمت مین
یہ عرض ہی کہ پہلے آپ ان صیغ کی مخالفت صرفی و شناعت وزنی و قباحت حرفی ثابت کیجیے اسکے بعد
جواب لیجیے والا ✤ کون سنتا ہی کہانی تری اے یار غلط ✤ کیون بغل مین لیے پھرتا ہی تو طومار غلط ✤
قولہ قلن نسوۃ وفسجد الملائکۃ جو کہ از روی قواعد صرف و نحو صحیح و درست ہی قال نسوۃ
وفسجد الملائکۃ کو جو خلاف قواعد صرف و نحو ہی عبارت قرآنی کو نحویون نے اپنی اپنی کتاب مین بطریق
امثلہ لکھدیا۔ قال صیغۂ واحد مذکر و نسوۃ جمع مونث ہی محض خلاف قاعدہ ہی قس فسجد الملائکۃ **اقول**
ماشاء اللہ پادری صاحب کی یہ ایسی فصیح عبارت ہی کہ جسکو دیکھ کر آدمی انکا مبلغ علم معلوم کر سکتا ہی تا نیا معلوم
نہین کہ قاعدے سے پادری صاحب کونسا قاعدہ مراد لیتے ہین کیونکہ اگر انھین نحاۃ ثقات کے مستخرجہ قواعد
مقصود ہین تو پھر انپر یہ چوٹ کیسی اور اگر انکے قواعد مستخرجہ کے علاوہ کوئی اور دوسرا قاعدہ ہی تو پہلے

اُسے بیان کرنا اور لوگون کو تسلیم کرانا اور اُسکا تلقی بالقبول ہونا ضرور تھا تا کہ مخالفۃ علی سبیل المطابقۃ متحقق ہو لی والاچہ ثالثاً جس عبارت کو پادری صاحب بزعم خود صحیح فرماتے ہین درحقیقت وہی غلط اور جسے اُنکی بھدّی لیاقت غلط تصور کرتی ہی فی الحقیقۃ وہی صحیح ہی کیونکہ لفظ نسوۃ قوم و رہط کے مانند ایسی جمع ہی جسکا واحد نہین دیکھا قاموس مین لکھا ہی والنسوۃ بالکسر والضم والنساء والنسوان بکسرھن جموع المرأۃ من غیر لفظھا اور ملائکہ اگرچہ ملک کی جمع ہی لیکن جمع تکسیر پس اول کا فعل تو حقیقۃً واحد ہی چاہیے باقی ثانی کا بھی ازروی قاعدہ واحد ہی ہوتا ہی دیکھیے ہدایۃ النحو مین بھی لکھا ہی قام الرجال اور اُسکی شرح درایہ مین لکھا ہی اذا جاءک المؤمنات وقال نسوۃ وقالت الاعراب اور عرب اول کے کلام مین بھی ایسا ہی آیا ہی دیکھیے ربیع بن زیاد حماسی کہتا ہی ؎ من کان مسرورا بمقتل مالک فلیات نسوتنا بوجہ نہار + وفیہ قالت امرأۃ ؎ وقد علم الاقوام ان بناتہ صوادق اذ یندبنہ وقوامہ + وقال امرء القیس ؎ فظل العذاری یرتمین بلحمہا + وشحم کھداب الدمقس المفتل + قولہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ کَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بنایا آدمی کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا اور بنایا جان آگ کی دیگ سے پھر کیا کیا نعمتین اپنے رب کی جھٹلاؤ گے اگر انسان و جن سے مراد جمیع یعنی جمیع انسانان و جن مراد ہین او بقیاس معنی جمیع برہی تو کسیطرح کی قباحت نہین کیونکہ انسان ایک فرقہ ہی اور جن ایک فرقہ ہی یعنی فریقان انس و جن یکذبان فعل تثنیہ بفاعل ہی اگر صیغہ جمع یکذبون اختصموا کے مثل ہوتا تو خلاف قاعدہ صرف و نحو ہوتا **اقول** اولاً اصحابان علم ذرا پادری صاحب کی عبارت کی بہار دیکھین و ثانیاً خلق الجان من مارج کا ترجمہ بنایا جان آگ کی دیگ سے ملاحظہ فرمائین ثالثاً پادری صاحب خیال فرمائین کہ یہ دونون عبارتین باقاعدہ ہین اور کسی مین کسی طرح کی قباحت نہین کیونکہ صیغہ تثنیہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ مین باعتبار لفظ کے ہے اور ھٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا مین جمع باعتبار معنی کے وکلاہما جائز و شائع فی کلام البلغا کما فی قولہ تعالیٰ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا ھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ قال فی الجلالین روعی فیہ معنی من وفی ضمیر یقول لفظھا انتہیٰ وقال العدیل بن الفرح

العجلي الحماسي ؎ كان ثناياها اغتبقن مدامة × نوت حججا في رأس ذي قنة فرد +

قوله نقض معمول کا عامل کون ہی کہ جسکے سبب سے ض مجرور یعنی زیر ہی جواب مولوی صاحب یہ ہی کہ بای جاره جو درکھیے تفسیر بیضاوی مین یہ ہی کہ فخالفو فہم ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم الخ خلاصہ یہ ہی کہ بای جاره عبارت قرآنی سے محذوف ہی پس دریافت ہوا کہ بای جاره قرآن مین کم ہے اقول پادری صاحب کے علم وفہم مین البتہ کمی ہی ورنہ قرآن مین نہ کچھ کمی ہی اور نہ زیادتی کیونکہ اصل عبارت قرآن معترضہ علیہا یہ ہی فبما نقضهم ميثاقهم اور اسی کی تفسیر مین علامہ بیضاوی نے یہ لکھا ہی فخالفوا ونقضوا فعلنا بھم بنقضھم وما مزيدة للتاكيد وفي لمه ارك ما زائدة افادت تفخيم هذا الامر وهذا التفخيم لا يعلمه الا اهل اللسان بالسليقة هكذا في حاشية البيضاوي ایضا یہی عبارت منقلہ مین لکھی گئی تھی اور پادری صاحب کو اسی کے مطالعے کی ہدایت ہوئی تھی لیکن الهداية امر من لدنه اگر پادری صاحب کو یہ نعمت نصیب ہوئی تو مین کیا کرون ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + قوله قوم ابراہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا اقول پادری صاحب نے قرآن شریف کی عبارت فما كان جواب قومه پر یہ اعتراض کیا تھا کہ ب پر نصب کس سبب سے ہے اسکے جواب مین اعراب القرآن کی یہ عبارت لکھدی گئی تھی اعرابه کا عراب وما كان قولهم الا ان قالوا ربنا اغفر لنا فالجمهور على نصب اللام على ان اسم كان ما بعد الا وهو اقوى من ان تجعلها خبرا والاول اسما لوجهين احدهما ان قالوا يشبه المضمر في انه لا يضمر وهو اعرف والثاني ان ما بعد الا مثبت والمعنى كان قولهم رب اغفر لنا دابهم في الدعاء ويقرء برفع الاول على انه اسم كان وما بعد الا الخبر اسکو تو پادری صاحب سمجھے نہین فقط ربنا اغفر لنا دیکھ کر یہ خیال کرکے کہ ہو نہو اس مین قوم ابراہیم کی مغفرت کا بیان ہی بناء علیہ یہ لکھدیا کہ قوم ابراہیم نے مغفرت نہین مانگی بلکہ حضرت ابراہیم کو آگ مین ڈالدیا لاحول ولا قوة الا بالله مارے تیر الیموا اور ڈوبے خیر آباد ؎ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی + این رہ کہ تو میروی بترکستان ست +

قوله وان الله لمع المحسنين۔ ان ناصب اسم و رافع خبر ہے ان کی خبر مرفوع کہان ہے

مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اِسکی خبر کائن وغیرہ مقدر و محذوف ہی مولوی صاحب بار بار اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا
الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کو پیش کر کے کہتے تھے کہ خدا قرآن مجید کا حافظ ہی قرآن پاک کوئی گھٹا بڑھا نہین
سکتا مولوی صاحب نے لفظ کائن وغیرہ عبارت قرآنی مین داخل کر کے قرآن کی کمی پوری کر دی **قول**
ع برین عقل و دانش بباید گریست + کیونکہ متعلقات و مقدرات کا انکار وہی بیخبر کر سکتا ہی جو کسی زبان مین
تلفظ نہین کرتا بلکہ حیوان مطلق کے مانند صُمٌّ بُکْمٌ رہتا ہی ورنہ محاورات انسانی مین جو کلام کریگا وہ متعلقات
و مقدرات کو ضرور تسلیم کریگا کیونکہ ہر زبان مین یہ امر خاص بہیأت مختصہ پایا جاتا ہی اور اس سے کلام کا گھٹنا
بڑھنا بجز پادری صاحب ایسے عالی فہم کے اور کوئی نہین کہہ سکتا حضرت پادری صاحب ذرا ہوش و حواس
کو درست رکھ کر اپنے علم و فہم سے کام لیجیے اور یہ یاد رکھیے کہ قرآن شریف بموجب اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ
وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ کے بیشک ہر طرح سے محفوظ ہے اور بفحوای لَا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ کے کسی قسم کی کمی و زیادتی اُسمین داخل نہین ہو سکتی و کیف سے چو بزم افسرو زصنع
خویش گردد قدرت بیچون + چراغ برق را در باد و باران میکند روشن + **قولہ** تفسیر بیضاوی پیش کر کے ثُمَّ
کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَاۗءُوا السُّوْۗاٰی کو جو کہ اصل عبارت قرآنی ہی چھوڑ کے اسکی جگہ ثم کان عاقبتھم
العقوبة او الخصلة السوئی بیان کیا ہی اور عبارت قرآنی پر ترجیح دیتے ہین انصاف فرمایے کہ
تحریف و تبدیل عبارت قرآنی ہوئی یا نہین مفسرین کو چاہیے کہ اصل عبارت کا مطلب بیان کرین
نہ کہ اپنی طرف سے عبارت گڑھین تفسرین کتب مقدسہ اصل عبارت یونانی و عبرانی کے مطالب بیان
کرتے ہین **اقول** قریب چالیس برس کے عرصہ ہوا ہوگا کہ پادری صاحب عیسائی ہوے اور جب سے برابر
مشنری ہی کا کام کرتے ہین لیکن افسوس ہے کہ ابتک تحریف و تبدیل و تفسیر کے معنے خیال شریف مین نہ آئے
سے چہل سال عمر عزیزت گذشت + مزاج تو از حال طفلی نگشت + خیر اب بھی اگر ان الفاظ ثلاثہ مین ذرا غور
کرینگے تو تفسیر کو ہرگز تحریف و تبدیل نفرمائینگے اور اپنی بڑ مین جو گڑھنے کا لفظ استعمال کر گئے ضرور اسپر
ندامت کھینچینگے ع باز آ باز آ صد بار اگر توبہ شکستی باز آ + اور اپنے مفسرین بلائیبل کا جو تذکرہ خیر کرتے ہین تو
ناحق اپنے بزرگون کے چھپے ہوے عیبون کے ظاہر کرنے مین کوشش فرماتے ہین سے غنی طرح سخن

خود کن اگر میل سخن داری ٭ چرا باید تصرف در زمین دیگران کردن ٭ دیکھیے میور صاحب تاریخ کلیسیا مین لکھتے
ہین قدیم فیلسوفون کے درمیان یہ رسم ایک عرصے سے جاری تھی کہ اپنی تصنیف کسی دوسرے ایسے شخص
کے نام سے مشہور کردین جسکو سب مانتے ہون تاکہ لوگ اُنکے مضامین کو دل دیکر پڑھین گو یہ عوام الناس کو
معلوم ہو کہ وہ مضامین صرف مصنف کے ہین یہ بات جہان صرف خیالی عقائد ورائے مین گفتگو ہی شاید
مضر نہو لیکن جب اُسنے دین عیسوی مین راہ پائی تو بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکل سکتا تھا کہ عموماً بدگمانی اور تکرار
پیدا ہو اور اُسکے اُسوقت کی صفائی مین داغ لگے اور آئندہ کے لیے بڑی بڑی خرابیون کا سامان
پیدا ہو یہی اُن جعلی انجیلون کی اور اعمالون کی اور مکاشفاتون کی جڑ ہوئی جو لوگون نے کسی نہ کسی حواری
کے نام سے مشہور کردی ہین جو کتابین کہ بہت دن کے بعد لکھی گئین لوگون نے حواریون کے تابعین
کی تصنیف بتلادین اسطرح کی دغا فریب اکثر کسی نئے مسئلے کو قدیم ثابت کرنیکے لیے خواہ تادیب مین کوئی
تازہ بات ایجاد کرنے کیلیے خواہ کسی اندازے کا اختیار حاصل کرنیکے لیے کام مین آتے تھے اور اس مکروہ مگر عام پسند
قاعدے کو کہ سچ کی تائید جھوٹ سے جائز ہوسکتی ہی لوگ جب ٹھہراتے تھے چھہ سو برس سے زیادہ یہ موجب رسوائی کلیسیاے
روم مین بنا رہا اور اُسی کتاب کے صفحہ ۱۹ مین لفظ نسطقی کی تفسیر مین لکھا ہی یہ لفظ یونانی ہی اُس زمانے مین
اسکے معنی صرف علم و دانش کے ہین لیکن آخر زمانے مین عیسائی مصنفون کے درمیان اُس سے مراد اُس
واقفیت سے لی گئی جو راز کے طور پر عقیدون سے یا پوشیدہ تفسیرون سے کہ ہر شخص کو معلوم نہین ہوسکتی
تھی ہوا کرتی تھی انتہی اور عبرانی کا یہ حال ہے کہ پیدائش کے ۱۶ باب کی ۱۲ آیت مین حضرت اسمعیل علیہ السلام
کی شان مین یہ لکھا ہے والوا یהיה פרא אדם

ידו בכל ויד כל בו

یہ عبارت عربی حرفون مین یون لکھی جائیگی وھو یہ یہ پیري آدام یادو بکل ویدکل بو اور
اسکا ٹھیک عربی ترجمہ یہ ہوگا وھو یکون انسانا حرا یدہ بالکل وید الکل بہ چنانچہ ترجمہ عربیہ
سنہ ۱۸۱۱ع مین یہی لکھا ہی یدہ فی الکل وید الکل فیہ جسکا اردو یہ ترجمہ ہوگا کہ وہ آزاد آدمی ہوگا اور

اُسکا ہاتھ سب مین اور سب کا ہاتھ اُسمین ہوگا لیکن آپ کے علمای مفسرین اور بہت سے حضرات
مترجمین نے بیان جو کارستانیان کی ہین اور اسکے پے لفظین گڑھی ہین انکو ملاحظہ فرمایئے نسخہ عربیہ مطبوعہ
سنہ ۱۸۶۰ء (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب المقدس المشتمل علی کتب العہد العتیق الموجودة
فی الاصل العبرانی وایضا کتاب العہد الجدید لربنا یسوع المسیح طبعہ العبد الفقیر
ولیم واطس فی لندن المحروسة سنہ ۱۸۵۶ المسیحیة علی النسخة المطبوعة فی رومیة العظمی
سنہ ۱۸۶۷ لمنفعة الکنائس الشرقیة) مین اس جملے کا یہ ترجمہ کیا ہی ہذا سیکون انسانا وحشیا
ویدہ ضد الجمیع وید الجمیع ضدہ اور ترجمہ اردو (جسکے عنوان مین یہ لکھا ہی کتاب مقدس یعنی پرانا
اور نیا عہد نامہ انکا ترجمہ عبرانی ویونانی زبانون سے زبان اردو مین ہوا جسے تصحیح کرکے اب چوتھی بار
چھپواتے ہین میرزاپور مین نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی کی طرف سے ارفن اسکول پریس کے وسیلے ڈاکٹر
میتھر صاحب کے اہتمام سے سنہ ۱۸۷۰ء مین چھاپی گئی) مین لکھا ہی وہ وحشی آدمی ہوگا اسکا ہاتھ سب کے اور
سب کے ہاتھ اُسکے برخلاف ہونگے اور اسکے رفرنس مین باب ۲۱ کی آیت ۲۰ کا حوالہ کیا اور وہان یہ لکھا ہی
اور خدا اُس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان مین رہا اور تیرانداز ہوگیا اور وہ فاران کے بیابان
مین رہا اور پھر اسی مترجم نے لفظ وحشی پر یہ || نشان دیکر (یاگورخرسا) بھی لکھا ہے اور یہ سب عبرانی
لفظ پیرا مین ان حضرات نے یہ گُل کھلایا ہے جسکے معنی پھل پھول پر اوقات بسر کرنے والا یا بھولا بھالا
یا خود مختار وغیر تابع وعجیب وانوکھا آدمی بھی ہے جیسا کہ جسنیس وبرسلا وغیرہ عبرانی لغویون نے
تصریح کی ہی پس باوجود اسکے جو ان حضرات مترجمین نے یہ زہر اُگلا ہی تو لفظ گڑھنا اگر اسکو نہ کہینگے
تو اور کسکا نام دھرینگے افسوس ہی کہ ان حضرات مترجمین ومفسرین نے اپنی بائیبل کے فحوا ومطلب کو
بھی کچھ نہ سوچا کہ اللہ تعالی نے ان جملون کو حضرت ہاجرہ کی تسلی کے مقام پر ذکر فرمایا ہی پس ایسے محل مین
ہر عاقل وہی جملہ کہا کرتا ہی جس سے شخص مبتلا کو تسکین ہو نہ ایسا جملہ استعمال کرتا ہی جس سے اُسکا قلق وہیجان
اور بھی بڑھجاے پس مطابق اسکے اس مقام پر جب ایسے ہی معنی لیے جاوینگے جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالی
حضرت اسمٰعیل کے اوصاف محمودہ بیان کرکے انکی والدہ ماجدہ کی تسلی وتسکین فرماتا ہی یعنی وہ ایک شاندار

وخود مختار و بامراد آدمی ہوگا جیسا کہ آیت ۱۲ باب ۱۶ مین ہی کہ وہ تیر انداز ہوا تب ہی بھٹک ہوگا نہ ایسا
جملہ کہ وہ سبکے برخلاف ہوگا اور سب لوگ اُسکے برخلاف ہونگے اسمین اُنکی کیا تسکین ہوئی ہوگی بلکہ
اور حیرانی و پریشانی اُنکی لاحق حال ہوئی ہوگی پس چونکہ عام عقلا کا کلام بھی اس سے مبرا و معرا ہوا کرتا ہے
الہامی کلامون مین ایسا مضمون کیونکر پایا جاسکتا ہی پس اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ حضرات مترجمین و
مفسرین بائبل کی گڑھت و بناوٹ ہی وبس ؎ ز مضمون دزدیِ یاران نمی باشد غمی ما را * چنان بستیم
مضمون را کہ نتواند کسی بردن * **قوله** اذًا اسم مبنی پر تنوین کیون ہی الیٰ قوله اذ جملے کی طرف مضاف
ہو تو جملے کو گرا کے اُسکے عوض اذ کو تنوین دیتے ہین نحو یومئذ و حینئذ الیٰ قوله یہ تنوین بالجر ہی اور اذ کی تنوین
بالفتح ہی سورۃ العنکبوت وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ
الْمُبْطِلُونَ الیٰ قوله سورۃ النازعات قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ **اقول** پادری صاحب جب آپنے یہان
یہ تسلیم کیا کہ جملہ محذوفہ مضاف الیہ کے بدلے اذا منون ہوا ہی تو اُسیکے ساتھ یہ بھی کیون نہ خیال فرمالیا
کہ جیسا جملہ محذوفہ ہوگا ویسے ہی تنوین سے اذا منون ہوا کریگا چنانچہ حینئذ و یومئذ کہ انکا مضاف الیہ
جملہ حین اذ کان کذا و یوم اذ کان کذا ہی اسلیے یہ مجرور ہے اور جملہ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ مین اذا
کنت قادرًا کاتبًا اور إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ مین اذا کرتنا ای رجعتنا تکون رجعة خاسرة ہی اسلیے
یہ منصوب ہے پس افسوس ہے کہ آپ حیثیات کا فرق نہین کرتے اور ہر جگہ ایک ہی اعتبار جائز رکھتے ہین
وهو كما ترىٰ ؎ براہِ جستجوی او قدم فہمیدہ نہ سالک * کہ موسیٰؑ بے عصا این راہ نتوانست طی کردن *
قوله سورۂ یوسف رکوع ۴ فَقَالَتْ فَذَٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ الیٰ قوله ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ
جمع مونث ہی ذٰلِكَ اسم اشارۂ مذکر کی جگہ پر کیون استعمال کیا کیونکہ مشار الیہ مذکر ہے کیا فصاحت و
بلاغت کے یہی معانی ہین کہ ذٰلِكُنَّ اسم اشارہ جمع مونث کو ذٰلِكَ اسم اشارۂ مذکر کی جگہ پر مشار الیہ مذکر
کے لیے استعمال کرین اور یہان پر مشار الیہ حضرت یوسفؑ ہین اگر عبارت قرآنی قَالَتْ فَذَٰلِكَ الَّذِي
لُمْتُنَّنِي فِيهِ ہوتی تو از روی قواعد صرف و نحو درست ہوتی ای فهو ذلك العبد الكنعاني الذي
لمتنني فيه **اقول** یہ سب تو آپ فرما گئے لیکن تفسیر بیضاوی وغیرہ مین جو یہ جملہ ہے اُسپر

نظرنہ ڈالی فہذا ہو الذي لمتني فيه فوضع ذلك موضع هذا رفعا لمنزلة المشار اليه انتهى
کاش اگر آپ اسکو ملاحظہ فرما کر ذرا بھی غور فرماتے تو یہ اعتراض ہرگز نکرتے اور قرآن شریف کی بے مثیل فصاحت
و بلاغت پر ضرور ایمان لاتے سہ واذا خفيت على الغبي فعاذر + الا ترانی مقلة عمياء قوله
سورۂ منافقون رکوع ا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ الی قوله
أَسْتَغْفَرْتَ کس کا صیغہ اور کس باب سے ہے جو کہ ہمزہ بالنصب ہے اگر باب استفعال سے ہے تو ہمزہ بالکسر ہونا چاہیے
الی قولہ ہمزہ وصلی ہے نہ قطعی الی قولہ اگر ہمزہ استفہام ہے تو محذوف ہمزۂ وصلی کی کیا وجہ اور ترجمے مین ہمزہ
استفہام کا ترجمہ فارسی اردو مین نہین ہے اور تَسْتَغْفِرْ کے بعد لَهُمْ کا ترجمہ اردو مین کیون ترک کیا
اور أَسْتَغْفَرْتَ صیغہ ماضی کو استغفر صیغۂ امر کی جگہ کیون استعمال کیا اقول یہان پادری صاحب نے بزعم خود
پانچ سوال کر کے بہت سا زہر اُگل گئے پس نمبروار ہم سبکے جواب پیش کرتے ہین ع گر قبول افتد زہی عز و شرف
پہلے سوال کا جواب تو پادری صاحب نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ أَسْتَغْفَرْتَ صیغہ ماضی الی قولہ باب افعال
سے ہے اور ثانی کا جواب اعراب القرآن مین یہ لکھا ہے والهمزة في استغفرت لهم مفتوحة همزة
قطع وهمزة الوصل محذوفة وفي حاشية البيضاوي بفتح الهمزة لكونها همزة الاستفهام
وسقوط همزة الوصل اور ثالث کا یہ جواب ہے کہ جب لفظ أَمْ کا ترجمہ کیا گیا تو ہمزۂ استفہام کے ترجمے
کی ضرورت نرہی کیونکہ اُسی سے مطلب سمجھا جاتا ہے کما لا یخفی اور رابع کا یہ جواب ہے کہ جن تراجم قرآن
مین لفظی ترجمہ کیا گیا ہے اُنمین لفظ لَهُمْ کا بھی ترجمہ ہوا ہے اور جنمین مرادی ترجمہ ہوا ہے اُنمین اُن ضمائر و صلات
کے ترجمے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی گئی کیونکہ نفس مطلب بدون اُنکے بھی حل ہوجاتا اور ہر شخص اصل مطلب
بوجھ جاتا ہے پس باوجود اسکے بھی اُنکا ترجمہ کرنا اردو فارسی ترجمون کو غیر فصیح کرنا بلکہ بعض جگہ غیر مفہوم و معقد
کردینا ہے جیسے کہ ان نقائص و عیوب سے آپکے بائبل کے ترجمے مملو و مشحون ہین کما لا یخفی علی المتدرب
اور خامس کا یہ جواب ہے کہ ماضی مین تصرم و تحقق ہوتا ہے اسلیے ایسے محل مین بھی مذکور ہوا کرتا ہے کما لا
یخفی علی المهرة قوله سورۂ بقرہ رکوع ١٢ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ سورۃ الانفال رکوع ٤
إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ الا فی الفاسقون والمتقون کے واو کو عمل بالنصب اعراب بحرف یا یون

نہین کیا کیونکہ الا حرف استثنا مستثنے منہ کے بعد آتا ہی مستثنی کو نصب کرتا ہی اقول قال فی
ہدایۃ النحو و ان کان مفرغا بان یکون بعد الا فی کلام غیر موجب و المستثنی منہ غیر مذکور
کان اعرابہ بحسب العوامل تقول ما جاءنی الا زید و ما رأیت الا زیدا و ما مررت الا بزید کاش
پادری صاحب نے اگر یہ عبارت بھی دیکھی ہوتی تو یہ سوال نکرتے ؎ چشم ہر کس کہ شد از سرمۂ عرفان روشن
آتش طور ز ہر سنگ تواند دیدن **قولہ** سورۃ الزخرف رکوع ۷ الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو
الا المتقین الی قولہ عمل بالنصب اعراب بالحرف یا کیا یعنے جو واو کہ المتقون مین ہی یا عمل کرکے المتقین کیا
آپ فرمائیے کہ سورۃ البقرہ و سورۃ الانفال مین الا نے کیون نہ عمل کیا اور سورۃ الزخرف مین عمل کیا
اسکی کیا وجہ ہی **اقول** اسکی یہی وجہ ہی کہ وہ استثنائے مفرغ ہی اور یہ متصل ہے اور اُسکا وہی اعراب ہوا کرتا ہے
اور اسکا یہی کاش آپ ہدایۃ النحو و کافیہ بھی سمجھکر پڑھے ہوتے تو یہ سوال نکرتے کیونکہ اس مین آپ کی
قلعی کھلی جاتی اور رہی سہی قابلیت بھی ظاہر ہوئی جاتی ہی ؎ تر آآہ دل مجنون چو دامنگیر شد لیلی
درین رہ محملی خود را بشبی پی ہیتوان کردن + **قولہ** سورۃ الانبیاء رکوع ۲ لو کان فیہما آلہۃ
الا اللہ لفسدتا الی قولہ سورۂ آل عمران رکوع ۱۵ و ما من الٰہ الا اللہ علامہ جمال الدین نے جو کہ
سورۃ الانبیاء مین الا حرف استثنا اللہ کی جمع آلہۃ جمع منکورہ غیر محصورہ مستثنی منہ کے بعد اور الا
کے بعد اللہ کو بالضم مستثنی بیان کیا کہ یہان الا غیر کے مانند صفت ہی غیر کا عمل الا کے مانند ہی اس سبب سے
الا ناصب نہین اب جناب مولوی الشیخ ابن حاجب کا قاعدہ آل عمران رکوع ۱۵ مین کیا ہوا کہ الا اللہ
مستثنے منہ کے بعد واقع ہی اور الٰہ جمع منکورہ غیر محصورہ نہین ہی اللہ مستثنی منصوب نہوکے بالضم کیونکر ہی
اقول علامہ ابن حاجب کے دونون قاعدے بجائے خود صحیح ہین ایک کو تو آپ تسلیم ہی کرتے ہین
باقی دوسرا وہ بوجہ مستثنی مفرغ کے بحسب عامل اپنے مرفوع ہے کما لا یخفی ؎ وقدم جرار افتد کرے
از تغافل حرف ما نشنید ما شرمندہ ایم ؟ یار را انگشت در گوش ست و ما را در دہن + **قولہ** ان ہذا
الا سحر مبین اگر عبارت قرآنی ان ہذا الا سحرا مبینا ہوتی تو از روی قاعدہ صرف و نحو درست
ہوتی کیونکہ الا حرف استثنا مستثنے منہ کے بعد و مستثنی کے قبل واقع ہی مستثنی کو نصب کرتا ہی **اقول**

یہ حکم مستثنےٰ متصل کا ہی اور یہ مستثنیٰ مفرغ ہی اور اسکا اعراب بحسب عوامل ہوا کرتا ہے کما مرفتدبر
ے گر سخن از خود نداری بہ کہ بربندی لسان ؛ باکی چون خامہ انی حرف مردم بر زبان + قولہ سورۃ المائدہ
رکوع ۱۰ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ اگر مستثنیٰ منہ کو غیر محصورہ سمجھکے مستثنیٰ کو حرف استثنا الا کے بعد ضمہ دیا ہے
تو سورۂ یونس رکوع ۲ مین اِلَّا النَّاسُ غیر محصورہ کے بعد واقع ہی مستثنیٰ اُمَّۃً کو ضمہ کیون ندیا وَمَا کَانَ
النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا اقول حضرت پادری صاحب وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ مین
جو آپ سمجھتے ہین وہ سمجھکر ضمہ نہین دیا گیا ہی بلکہ ان دونون آیتون مین مستثنیٰ مفرغ ہونیکے سبب سے بحسب عوامل
اعراب دیا گیا ہے پہلا چونکہ محل خبر مین ہی اسلیے مضموم ہوا او ثانی کان کی خبر ہی اسلیے منصوب کیا گیا
اور الا ان دونون مین فارغ عن العمل رہا فتامل فانہ دقیق جدًا قولہ سورۂ ہود رکوع ۲ اُولٰٓئِكَ
الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ از روی قاعدہ الا النار چاہیے سورۃ الرعد رکوع ۳ وَمَا الْحَيٰوةُ
الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ اگر مَتَاعًا ہوتا تو از روی قاعدۂ منضبطہ صرف و نحو عبارت صحیح و درست ہوتی
اقول چونکہ ان دونون آیتون مین بھی پہلی آیتون کے مانند مستثنیٰ مفرغ ہین اسلیے از روی قاعدۂ
منضبطۂ صرف و نحو یون ہی درست ہین لیکن اگر آپ کی فہم عالی درست ہوگی تو یہ سب آپ کو درست
معلوم ہونگی واللّٰہ ے فکم من عائب قولا صحیحا + وآفتہ من الفہم السقیم + قولہ سورۂ
یوسف رکوع ۱۰ اِسْتَيْئَسُوْا تَايْئَسُوْا يَايْئَسُ ۱۲ اِسْتَيْئَسَ یہ کسکے صیغے ہین اور الف کو تا و یا کے
مابعد زائد کرنے کی کیا ضرورت ہی و عین فعل بالنصب کیون ہی کیا فصاحت کے سبب سے یہ لغات مستعمل ہین
اقول فصول اکبری پڑھنے والا بھی ان صیغون کو بتلا دیگا لکن زیادۃ السین والیاء فہو للمبالغۃ
کما فی البیضاوی وفیہ عن البزی استایس بلا الف وفتح الیاء من غیر ہمزۃ واذا وقف
حمزۃ القی حرکۃ ہمزۃ علی الیاء علی اصلہ انتہی اور اس مین مخل بالفصاحۃ کون امر ہی آپ کو اسے
بیان کرنا تھا والا جرح مجرد کوئی جرح نہین اور اسکے فصیح ہونے کے لیے قرآن مین آنا و فصحای عرب عربا
کے محاورے مین پایا جانا کافی ہی اما الاولی فظاہر و اما الثانی فقال مالك بن عوف ے لقد
یئس الاقوام انی انا ابنہ + وان کنت عن ارض العشیرۃ نائبا + کما فی الاتقان عن ابن

عباس وابجمع وقال سحیم بن دبیل الیربوعی اقول لاہل الشعب اذ ناسرونني + الم تیئسوا اني

ابن فارس زهدم + کما فی الصحاح والمجمع وقال المتلمس الحماسی ؎ الم تران الجون اصبح

رأسیاء تطیف به الایام ما یتأیس + وقال محمد بن بشیر الحماسي ؎ لا تیأسن و

ان طالت مطالبه + اذا استعنت بصبران تری فرجا + وقال لبید ؎ حتی اذا یئس

الرماة وارسلوا + غضفا دواجن قافلا اعصامها + **قوله** سورۃ الانعام رکوع ۷ لتستبین

کس کا صیغہ ہے اس فعل اور اسکے فاعل و مفعول مین کیون اختلاف ہی وکذلک نفصل الآیات

ولتستبین سبیل المجرمین ۵ واو عطف محض غلط ہی اگر عبارت فارسی ترجمہ قرآن کو غور فرمائیے

تو صاف ظاہر ہوگا کہ مولوی ولی اللہ صاحب واو عطف کو غلط سمجھ کے عبارت فارسی مین نہین لائے

اگر عبارت قرآنی وکذلک نفصل الآیات لتستبین سبیل المجرمین یون ہوتی تو ازروی ترجمہ

فارسی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب درست ہوتی۔ ترجمہ فارسی۔ وہمچنین تفصیل میکنیم نشانہا را تا ظاہر شود راہ

ستمگاران **اقول** صیغہ تو اسکا ظاہر ہی باقی فاعل و مفعول مین جو اختلاف ہی اُسکا جواب یا در ہے صاحب اسی صفحے

مین خود تحریر فرماتے ہین قرأ نافع بالتاء ونصب السبیل علی معنی ولتستوضح یا محمد سبیلهم

فتعامل کلا منهم بما یحق له فصلنا هذا التفصیل وابن کثیر وابن عامر وابو عمرو ویعقوب

وحفص عن عاصم برفعه علی معنی ویستبین سبیلهم والباقون بالیاء والرفع علی

تذکیر السبیل نافع نے فعل کو بالتاء و سبیل کو بالنصب اسلیے پڑھا کہ ای محمد تو اُنکی راہ ظاہر کریگا

اور جو کچھ احکام حق اُنکے بارے مین ہین اُنکے لیے کما حقہ تعمیل کریگا اسواسطے ہمنے تفصیل الآیات بیان کی

و ابن کثیر و ابن عامر و ابو عمرو و یعقوب و حفص شاگرد عاصم نے فعل کو بالتاء و سبیل کو سبیلُ اسلیے پڑھا کہ اُنکی راہ

ظاہر ہوگی اور باقیون نے فعل کو بالیاء لیستبین کو لتستبین و سبیل کو مذکر بالرفع کہ اُنکی راہ ظاہر ہوگی انتہی

باقی یاد رہے صاحب جو واو ولتستبین کو غلط فرماتے ہین اور اسکے ثبوت و سند مین مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ کا ترجمہ

دکھلاتے ہین تو ہم کہتے ہین کہ معاذ اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسکو غلط نہین ٹھہراتے بلکہ وہ تو اسی ترجمے کے

حاشیے مین تحریر فرماتے ہین۔ نزدیک مترجم آنست کہ این واو زائد است مثل واو فتحت ابوابها اور

علامہ بیضاوی لکھتے ہین ویجوز ان یعطف علیٰ علتہ مقدرۃ ای نفصل الآیات لیظہر الحق
ولیستبین پس کوئی مترجم مسلم اسکو غلط کہتا ہی اور نہ معاذ اللہ باطل ٹھہراتا ہی ہان بعض اسکو علۃ مقدرہ
پر معطوفہ قرار دیتے ہین اور بعض زائدہ مؤکدہ تجویز فرماتے ہین ولہما محمل حسن کما لا یخفی **قولہ** اصل عبارت
قرآنی مین بے شمار ردوبدل ہے کیونکہ کوئی قاری لتستبین کو لیستبین اور کوئی لیستبین
اور سبیل کو فعل لتستبین کا فاعل اور کوئی مفعول پڑھتا ہی ان بیانات قراءات سے نہ صرف تحریف عبارت قرآنی
پائی جاتی ہے بلکہ مضامین مین آسمان و زمین کا فرق ہی اگر قراء کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین تو اسقدر اختلاف
عبارت پایا جائیگا کہ ایسی ردوبدل و تبدیل عبارات کسی کتاب مین نہین ہی **اقول** پادری صاحب کے
بڑے بڑے اکابر علما اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ دنیا مین قرآن کے سوا کوئی ایسی صحیح الاصل و محفوظ المتن کتاب
نہین ہی جو اپنے زمانۂ شیوع سے آجتک بلا ردوبدل ہُوبہُو بعینہ موجود ہو اور ان اختلافات قراء مین ذرہ
برابر بھی کوئی مضمون اصلی قرآن کا نہین بدلتا چہ جائیکہ معاذ اللہ آسمان و زمین کا فرق پڑ جائے کیونکہ درحقیقت
یہ حضرات قراء بھی مفسرین قرآن کے مانند محال مختلفہ سے باحسن وجوہ اسکی تفسیر فرماتے ہین اور قراءات مختلفہ
سے بانواع متنوعہ نفس مطالب و اصل و مآل و مقصد مین سب ایک ہی مضمون ارشاد کرتے ہین عباراتنا
شتّٰی وحسنک واحد لیکن پادری صاحب جو یہ لکھتے ہین کہ اگر قراء کے تمام قرآن اجتماع کیے جائین
تو اولاً قراءات کی جگہ قرآن لکھتے ہین و ثانیاً جمع کی جگہ اجتماع تحریر فرماتے ہین اور ثالثاً اس سے مطلق
خبر نہین رکھتے کہ ان قراء کی تمامی قراءات ہمارے یہان مدون ہو چکین اور شاطبی و نشر وغیرہ کتابین اسی
غرض سے تصنیف و تالیف ہوئی ہین اور ان مین سب کی چھان بین و جانچ پڑتال بخوبی ہو چکی ہی کہین سے
کسی طرح یہ ثابت نہین ہوتا کہ معاذ اللہ ان قراءات متنوعات سے نفس مضمون قرآن بدل جاتا یا معاذ اللہ
اُلٹ پلٹ جاتا ہی ہان پادری صاحب کی توریت و اناجیل البتہ ان محامد جلیلہ و اوصاف جمیلہ سے مملو ہین چنانچہ
اعجاز عیسوی وغیرہ رسالون مین کچھ اسکی قلعی کھولی گئی ہی پس پادری صاحب ایسا واہیات اعتراض کر کے ناحق
اپنا عیب کھلواتے اور فتنۂ خوابیدہ کو جگاتے ہین ؎ چو تیر انداختی بر روی دشمن * چنان دان کاندر آماجش
نشستی **قولہ** سورہ فاطر رکوع ۳ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ بجز لفظ اخری مثل مستشرات التقیید ہی مستشرات

مین تا زا را ایک مخرج ہے ہین اسی سبب سے ثقیل ہے وہی حال تزد کا کہ جسکے سبب سے ثقیل ہے تنذر کو بھی ثقیل تصور فرمائیے **اقول** ستشزرات اس سبب سے ثقیل نہین ہے کما سیأتی اگر آپکے پاس اسکی کوئی دلیل ہو تو بیان فرمائیے والا دعویٰ بے دلیل قبول خرد نہین اور جب اسکا اس سبب سے ثقیل ہونا باطل ہوا تو اسپر تزد و ازرۃ وزر اور تنذر کا متفرع کرنا بھی باطل ہوگیا کما لا یخفی و معہذا۔ قال **ابو نواس** ساخذ من قولیہما طرفیہما + واشربہا لا فارق الوازد الوزر اور تنذر کو کوئی اسپر قیاس نہین کرسکتا کما لا یخفی و معہذا قال **ابن احمر کما فی الصحاح** کو دون لیلیٰ من تنوفیۃ + لماعتہ تنذر فیہا المنذر + اور لفظ اخویٰ کو آپنے یہان مستثنیٰ فرمایا ہے اور اپنے منفخہ مین اسپر بھی ایک دم مارا ہے لیکن یہ نہ سوچا ع چراغی را کہ ایزد برفروزد + ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد + **قولہ** سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۷ استفززتوا زحد ثقیل ہے **اقول** یہ دعویٰ بلا دلیل ہے کیف وقد قال فی القاموس فزعني عدل والفرد والظبي فزع والرجل یفز فزازۃ وفزوزۃ توقد وفلانا عن موضعہ فزازۃ عجہ والجرح یفز فزیزا سال وندیٰ واستفزہ استخفہ وفی الصحاح وقعد مستفزا ای غیر مطمئن وافززتہ افزعتہ وازعجتہ وطیرت فؤادہ قال **ابو الذیب** والدھر لا یبقی علیٰ حدثانہ + شبب **افزتہ** الکلاب مروع + **قولہ** اگر علامۂ تفتازانی کی عبارت کان من قرب المخارج او بعدہا او غیر ذالک کو بنظر غور تصور فرمائیے تو اظہر من الشمس ہے کہ الہاعہہ ثقیل ہے **اقول** عبارت علامۂ تفتازانی کو بخوبی غور کیا اُس سے ابین من الامس ظاہر ہوا کہ الہاعہہ غیر ثقیل ہے وشواہدہ قدمر **قولہ** اور علامۂ تفتازانی نے بیان کیا ہے کہ بعض علما کا ظن ہے کہ مستشزرات اس سبب سے ثقیل ہے کہ شین تا و زا کے درمیان ہے سورۃ الروم رکوع ۳ تَنْتَشِرُوْنَ سورۂ الانعام رکوع ۹ تُشْرِکُوْنَ انمین شین تا ورا کے درمیان ہے اور را وزا کا ایک مخرج ہے الی قولہ مطابق اسکے یہ دونون مستشزرات کے مانند ثقیل ہین **اقول** علامۂ تفتازانی نے اس ظن کو رد کیا ہے نہ کہ اسکو معتبر سمجھکر بیان کیا ہے کما قال فی المطول زعم بعض جہال ان منشأ الثقل فی مستشزرات ہو توسط الشین المعجمۃ التي ہي من المہموسۃ الرخوۃ بین التاء التي ہي من المہموسۃ الشدیدۃ والزاء المعجمۃ التي ہي

من المجهورة ولو قال مستشرف لزال ذلک الثقل وهو سهو لان الراء المهملة ایضاً من المجهورة فیجب ان یکون مستشرف ایضاً متنافراً بل منشأ الثقل هو اجتماع هذه الحروف المخصوصة انتہیٰ پس بنا براسکے تَنتَشِرُونَ و تُشرِکُونَ وغیرہ کوئی ثقیل نہین کما لا یخفٰی مع ہذا مین نے انکے شواہد و نظائر بھی فصحاے عرب عرباء سے نقل کردیے ہین فتذکر **قوله** مولانا غیاث الدین نے جمع علم وصدق قول کی مثالون سے قرآن کی ثقالت کما حقہ ظاہر کرکے علماے دین محمدیہ کے لب بند کردیے

سورۃ البقرۃ رکوع ۲۴ غَفُورٌ رَّحِیمٌ سورۃ المائدۃ رکوع ۸ وَاسِعٌ عَلِیمٌ سورۃ الانفال رکوع ۲ سَمِیعٌ عَلِیمٌ
سورۂ آل عمران رکوع ۲۰ اُضِیعُ عَمَلَ سورۃ الحجر رکوع ۲ نَحنُ نُحیِی سورۃ النساء رکوع ۱۳ فَتَحرِیرُ رَقَبَةٍ

یہ تمام الفاظ قرآنی جمع علم وصدق قول کو جو مولوی محمد غیاث الدین نے مثال دی ہے اُسکے مانند ہین **اقول** افسوس ہے کہ مدت سے پادری صاحب مشن کا کام کرتے ہین لیکن ابتک غیاث اللغات کا مطلب بھی نہین سمجھ سکتے کیونکہ مولوی غیاث الدین رام پوری نے غیاث اللغات مین بتحقیق لفظ فصاحت یہ لکھا ہے فصاحت کشادہ سخن شدن و تیز زبانی و خوشگوئی از منتخب و باصطلاح معانی کلام ست از الفاظیکہ زبان زد بلغا باشد و از ضعف ترکیب کلمات یعنی تراکیب غیر مانوس و الفاظ ثقیل و درشت و اجتماع دو حرف از یک جنس کہ موجب ثقالت ست چنانچہ درین الفاظ جمع علم وصدق قول کہ دو عین و دو قاف جمع شدند و الفاظ غیر مانوس و لغات مشکلہ کذا فی مختصر المعانی و دیگر رسائل انتہیٰ اسکی اور قیود کو تو پادری صاحب بالکل بھول گئے لیکن جملۂ اخیرہ کی فقط دو مثالون پر بھولکر قرآن شریف کی ثقالت ثابت کرنے لگے اور یہ نسمجھے کہ مولوی غیاث الدین صاحب نے یہ زبان فارسی کیلیے لکھا ہے کیونکہ حرف عین و قاف حروف مخصوصۂ عربیہ سے ہین کہ فارسی مین ہرگز نہین آتے چنانچہ مولوی روشن علی قواعد فارسی مین لکھتے ہین سہ ہشت حرفست آنکہ اندر فارسی ناید ہمی + تا نیاموزی نباشی اندرین معنی سخا + بشنو از من تا کدام ست آن حروف و یاد گیر + ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف + اور پھر یہی حضرت خواص حروف تہجی مین لکھتے ہین و ہمچنین اگر عین در کلمۂ فارسی یافتہ شود در اصل الف بودہ کہ بتغیر لہجہ عین خواندند اور حرف قاف کے بیان مین لکھتے ہین اینحرف در فارسی نیامدہ و اگر یافتہ شود در اصل غین بود یا کاف چون قالیچہ و قلندر و امثال آن اما قند معرب کند ست انتہیٰ پس زبان فارسی کی یہ غایت درجہ کی فصاحت و نہایت مرتبہ کی بلاغت ہے کہ اُس مین الفاظ

زبان غیر نہ آوین چنانچہ شاہنامۂ طوسی اسی صنعت کے سبب سے بیمثل ہو رہا ہی پس جب فارسی زبان مین کوئی حرف عربی کا آویگا تو ضرور اُسکی سلاست و فصاحت کو گھٹاویگا خصوصاً اُس حال مین کہ بموجب یک نشد دو شد کے دو دو حرف اکٹھا آجاوینگے تو بیشک اُسکو مرتبۂ فصاحت سے گراوینگے اسی بنا پر صاحب غیاث نے یہ سب لکھا اور اسی لیے فقط انھین دو مثالون پر اکتفا کیا کیونکہ انکے ماسوا مین یہ ترکیب بلا تردد جائز ہی دیکھیے شرف الدین بخاری لکھتے ہین ؎ پس آن نیم من کہ بیماند * پای شوید ہر انکہ می داند + اور حضرت خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎ شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند * زین قندِ پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + اور غنی کہتے ہین ؎ چشمِ کرم مدار ز شاہان کہ جز بند * آئینہ خلعتے ز سکندر نیافتہ است + اور میرزا صائب لکھتے ہین ؎ ما حجاب آلودگان ز اجرائت پروانہ نیست * گردِ سر گردیدنِ ما گردِ دل گردیدن ست + اور علی حزین فرماتے ہین ؎ چرا بارِ دلِ نازک کنم نازِ طبیبان را * کہ آن لعلِ مسیحا دم مرا بیمار نگذارد + اور حضرت سعدی ارشاد کرتے ہین ؎ اطفال بند و مرد درویش * گرسنہ بخور رند و زر نباشد + اور میرزا قتیل شجرۃ الامانی مین لکھتے ہین فصاحت کلمہ خالی بودن لفظ ہست از غرابت چون ملماس یعنی مسلم و عقیان یعنی بجائے زر و سرحان بجائے گرگ و دیگر اصطلاح و محاورہ یک لفظے کہ در استعمال نباشد و تنافر حروف و آن جمع شدن حروف ثقیلہ ست چون ہنخاع یعنی چراگاہ و بشیزوار زنیفارسی انتہی اور پھر عربی و فارسی دونون مین جب ایسے قریب المخارج حروف مکرر و متوالی یعنی متعدد پے در پے واقع ہون تو البتہ وہ معیب سمجھے گئے ہین و الا دو ایک لفظ مخل بالفصاحۃ نہین ہین دیکھیے مطول مین لکھا ہی والتنافر ان یکون الکلمات ثقیلۃ علی اللسان فمنہ ما ہو متناہ فی الثقل کقولہ ؎ ولیس قرب قبر حرب قبر * وقبر حرب بمکان قفر + ومنہ ما دون ذلک مثل قولہ ای ابی تمام ؎ کریم متی امدحہ امدحہ والوری * معی واذا ما لمتہ لمتہ وحدی + قال المصنف رح فان فی امدحہ ثقلا لما بین الحاء والہاء من القرب فلعلہ اراد ان فیہ شیئا من الثقل فاذا انضم الیہ امدحہ الثانی تضاعف ذلک الثقل وحصل التنافر المخل بالفصاحۃ انتہی اور مستطرف فی کل فن مستظرف مین لکھا ہی ومن المستحق فی الالفاظ تباعد مخارج الحروف فاذا کانت بعیدۃ المخارج جاءت الحروف متمکنۃ فی مواضعہا غیر قلقۃ ولا مکدودۃ والمعیب من ذلک کقول القائل ؎ لو کنت کتمت الحب کنت کما * کنا وکنت ولکن ذاک لم یکن + وکقول

بعضهم ايضاً ؎ ولا الضعف حتى يبلغ الضعف ضعفه + ولا ضعف ضعف الضعف
بل مثله الف اور میرزا قتیل شجرة الامانی مین لکھتے ہین فصاحت در کلام آراستگی عبارت بالفاظی ست که دران
تنافر حروف راه نباشد یا خود متنافر نباشد مثال آن از علم و عمل علم عزت برافراشته دیگر قلعه قلوب قدیمان قافله
قرب از قشون قلق آنقدر وه قدح بیمایان قرابهٔ قرب قادر ذوالمنن و دست تاسف عنان نشاط از کف اختیار ها
گردگان صحرای اشتیاق قامت آن بریق قین خراب برسر است اور پادری صاحب کی مستند مولوی غیاث الدین احمد
غیاث اللغات مین بضمن تحقیق لفظ تنافر تحریر فرماتے ہین تنافر نفرت نمودن و گریختن ست و باصطلاح علم معانی اجتماع
الفاظی چند که تلفظ بآنها ثقیل باشد و ازان طبع نفرت گیرد چنانچه صدق قول و چنانچه عمارت توران خصوصاً که یکدم
آزاد و سه بار بگوید چنانچه این الفاظ خواجه توجه تجارت میکنی انتهی اور با این همه فصحا و بلغا کے کلام مین ایسی
تکرار مکرر و متوالی بھی آئی ہے فارسی مین طوطی هند امیر خسرو دهلوی فرماتے ہین ؎ بیچاره خسرو خسته را خون بریختن
فرموده است + خلقی بمنت یک طرف آن شوخ تنها یکطرف + اور حضرت جامی فرماتے ہین ؎ در اصلاب شش
کرم رسم قدیم ست + کریم ابن الکریم ابن الکریم است + وفی العربی قال الشاعر ؎ رأیت صبیا علی
قصیر یخجل البدر والهلالا + فقلت ما اسمك فقال لولو فقلت لی لی فقال لالا + وقال
الشیخ عبد القادر الجیلی رح ؎ کفاك ربك کم یکفیك واکفة + کفکافها کمین کان
من کلکا + تکر کرا الکر فی کبد + تحکی مشکشکة کلکلك لکلکا + کفاك مابی کفاك الکاف
کرهته + یاکوکبا کان یحکی کوکب الفلکا وقال امرء القیس ؎ غموض غضوض الجحل لو انها مشت
بعند باب السبسبین لکانفصل + الالا الا الا لالا لا الا لابث + ولالالا الا الا لا لا من رحل
فکم کم وکم کم ثم کم کم وکم کم + قطعت الفیافی والمهامه لم امل + وکاف وکفکاف وکفی
بکفها + وکاف کفوف الودق من کفها انهمل + فلولو ولولو ثم لولو ولولو + دنا دار سلمی
کنت اول من وصل + وفی فی وفی فی ثم فی فی وفی فی + وفی وجنتی سلمی اقبل لم امل + وسل سل
وسل سل ثم سل سل وسل وسل + وسل دار سلمی والربوع فکم اسل + وشغل وشغل ثم
شغل عشغل + علی حاجبی سلمی یزین مع المقل + پس ان سب سے یه ثابت ہوا که امر فصاحت و منافرت

قرب المخارج و بعد المخارج کی تکرار و توالی وغیرہ پر موقوف نہین ہی بلکہ اسکا مدار فقط اہل لسان کے اذواق صحیحہ پر ہے جسکو وہ فصیح سمجھین وہی صحیح ہی اور جسکو وہ مخل و منافر جانین وہی قبیح کما قال العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ المطول وقد صرح هناك بأن عدہ الذوق الصحیح ثقیلا متعسر النطق فهو متنافر سواء کان من قرب المخارج او بعدہ او غیر ذلك اور اسمین کوئی شبہہ نہین کہ عرب عربا نے اس ترکیب معترضہ پادری صاحب کو صحیح کہا اور انکے فصحا و بلغا نے بحسب اذواق صحیحہ اپنے اسکو فصیح سمجھا ہے کما قال طرفۃ

وان شئت سامی واسط الکور رأسها * وعامت بضبعیها نجاء الخفیدد وقال ایضا

وان یقذفوا بالقذع عرضك اسقهم * بكأس حیاض الموت قبل التهدد وفی الحماسۃ

لا یحمل العبد فینا فوق طاقته * ونحن نحمل ما لا تحمل القلع اب پادری صاحب کے لب ایسے بند ہو گئے کہ پھر کھل نہین سکتے اور بمقابل ان ادلۂ قاطعہ و براہین ساطعہ کے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت پر آ وہ کچھ منہ نہین آ سکتے وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا فالحمد للہ واللہ اکبر کبیرا **قوله** فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ اگر عبارت قرآنی سورہ عنکبوت رکوع ۳ فما کان جواب قومه غیر ان قالوا بعضهم بعضا اقتلوه و حرقوه فانجاه اللہ من النار ہوتی تو از روی قاعدہ فصیح ہوتی ۱ **اقول** معلوم نہین وہ کونسا قاعدہ ہی جس کی رو سے یہ عبارت غیر فصیح ہوئی اور وہ کون سا قاعدہ ہے جس سے مطابق ہو کر یہ آپکے نزدیک فصیح ٹھہری کاش اگر آپ وہ قاعدہ بھی تحریر فرماتے تو ہم اسکی بہار بھی دکھا دیتے واذ لیس فلیس اور جس قاعدے سے یہان آپنے بزعم خود عبارت قرآن کی اصلاح کی ہی وہ خود غلط املا غلط انشا غلط ہی کیونکہ لفظ البعض لفظاً و معناً مفرد ہی پھر معلوم نہین کہ اسکے لیے آپنے قالوا صیغۂ جمع کس قاعدے سے تجویز فرمایا اور صفحہ ۱۵ مین جو یہ لکھا ہی کہ علم عربی مین نہایت وسعت و بسطت ہی یعنی واحد کا صیغہ واحد کے لیے تثنیے کا صیغہ تثنیے کے لیے جمع کا صیغہ جمع کے لیے یہ سب موجود ہین اسکو یہان کیون فراموش کیا سچ ہی دروغگو را حافظہ نباشد **قوله** اہل اسلام نے سورۃ الذاریات وَالذَّارِيَاتِ ذَرْوًا فَالْحَامِلَاتِ وِقْرًا فَالْجَارِيَاتِ يُسْرًا فَالْمُقَسِّمَاتِ أَمْرًا الخ کو فصحاے عرب کے روبرو پڑھا تو سورۃ الذاریات کے مقابلے مین والباذرات ذرعا فالحاصرات

حصرا فالذاریات قمحا فالطاحنات طحنا فالخابزات خبزا فالثاردات تردا فاللاقمات لقما اهالتہ وسمنا ولقد فضلھم علی اھل الوبر وما سبقکم المدر ۔ کو پڑھا الی قولہ ابوبکر یہ سنکے انگشت تاسف و حیرت دانتون سے کاٹنے لگے اور تمام مسلمانون کے لب بند ہوگئے **اقول** قرآن شریف کے مقابلے مین فصحاے عرب کے جو عجز و تواضع بالتواتر منقول ہین وہ سب اوپر مذکور ہوئے کہ وہ سب بمقابل اسکے عاجز آئے اور باوجود عربیت خالصہ و محنت شاقہ و مخالفت تامہ کے بھی کچھ نکر سکے پھر جو پادری صاحب یہ مہمل عبارت قرآن شریف کی ہمثل آیتون کے مقابلے مین پیش کرتے ہین تو پہلے انکو اپنے منقول عنہ کا نام لکھنا ضرور تھا کہ کس مورخ و محقق نے یہ قصہ لکھا ہو تاکہ اسکی تفتیح و تنقید کیجاتی خیر اب پادری صاحب کو یہ بات سمجھائی جاتی ہی کہ یہ بالکل مفتری و مہمل ہے کیونکہ اس قصے مین آپ لکھتے ہین کہ ابوبکر رض یہ سنکر انگشت بدندان ہو کے متاسف ہوے اور یہ آجکل کے مسلمانون کو البتہ نصیب ہے ورنہ اُس زمانے مین اگر کوئی صاحب اسمین کچھ لب ہلاتے تو حضرت ابوبکر رض اُنکا ایسا لب بند کردیتے کہ پھر وہ کبھی لب ہلا سکتے وثانیاً یہ کلمات بالکل واہیات از قبیل جہلات ہین کیونکہ کسی مین اُنکے صلے غیر مربوط ہین اور کسی مین اُنکے متعلقات غیر مضبوط اور کہین قسم ہے تو جواب مفقود اور جواب ہی تو قسم غیر موجود اور کہین ضمیر ہے تو مرجع نہین اور مرجع ہی تو وہ اُسکا موقع نہین اور کہین ضمیر مخاطب ہے تو مرجع غائب اور مرجع متکلم ہی تو ضمیر مخاطب اور پھر ان صنائع و بدائع کے سوا روح کلمات یعنی نفس مطلب کا کچھ پتہ ہی نہین آپ ایسی مہمل عبارت کو قرآن شریف کی بیمثل عبارت سی کیا علاقہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے علماے مفسرین و فضلاے محققین نے بے مثلیت قرآن مین جو تحقیق و افادہ فرمایا ہی پہلے آپ اُسکو ملاحظہ کرلیجیے تب معارضہ قرآن کا دم بھریے حضرت یہ ایسا مشکل کام ہی کہ عرب عربا بھی اسمین عاجز آئے اور لیس ھذا من کلام البشر کے سوا کچھ نہ کہہ سکے ہیچ ہی سے پیش لب یار کہ جان پرور ست + ہر کہ زند دم ز مسیحا خر ست +

قولہ سورۃ البقرۃ رکوع ۱۷ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا کو جواب دیا یعنی اب کہینگے بیوقوف لوگ کاہے پر پھر گئے مسلمان لوگ اپنے قبلے سے جس پر تھے یہ مقام غور و انصاف طلب ہے کہ یہود کی اطمینان کلّی اس جواب سے ہوئی یا نہین **اقول** یا د رکھیا

جب اپنے عیسائی مذہب کے اعتراضات کرتے کرتے تھک گئے تب یہودیون کے وکیل نے خیر سے ایک ہو
زرق نیست میان دوابروت + خوش مصرعی بمصرع دیگر رسیدہ است + آپ حضرت پادری صاحب جن یہودیون
کو ذرا بھی عقل و وقوف تھا وہ اسکے بعد کے جملے قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
کو سنکر دم بخود ہوگئے اور اُنکو اس سے اطمینان کلی ہوگیا کہ قادر مطلق و فاعل مختار کو اختیار ہے جدھر چاہے
اپنے بندون کو پھیر دے اور جبتک جدھر چاہے اُدھر نماز پڑھنے کا حکم فرمادے پس سولہ سترہ مہینے تک
مشیت ایزدی اسی کی مقتضی رہی کہ لوگ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں اور اُسکے بعد یہ حکم ناطق ہوا
فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پس جو پکے مسلمان و فرمانبردار تھے اسکو سنتے ہی بلا ردوکد کعبے
کی طرف پھر گئے اور جو آپکے مانند راہ ہدایت سے دور پڑے تھے وہ بھٹکتے پھرے کما قال اللہ تعالیٰ
وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ
وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ
بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۝

سورۂ بقرہ رکوع ۱۷ پارہ ۲ سیقول ۱۲

تمت وباسمك اللهم عممت

شد ختم بر حدیثِ تو آخر بیانِ ما
باشد نگینِ نامِ تو مُہرِ دہانِ ما

کتبہ ابو محمد عبد اللہ غفر لہ
۱۳ - رجب سنہ ۱۳۰۹ مقام کلکتہ

خاتمة الطبع

بعون اللہ المنان یہ رسالۂ ہدایت مقالہ موسومہ بہ البیان لفصاحة القرآن ماہ صفر سنہ ۱۳۱۰ ہجری
مقدسہ کو مطبع انتظامی واقع کانپور کوٹھی شیخ ولایت علی مرحوم میں انتظام نیاز مند بارگاہ رب صمد
محمد عبد الواحد سے بحلیۂ طبع آراستہ ہوا